739

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 30۔جنوری 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ اوقاف)

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

شہروں کی ترقی کی بابت رپورٹ برائے سال 2010 پر عام بحث

ایک وزیر شہروں کی ترقی کی بابت رپورٹ برائے سال 2010 پر عام بحث کی تحریک پیش کریں گے۔

قاعدہ 87 کے تحت تحریک

2۔ جناب محمد محسن خان لغاری ، ایم پی اے کی پیش کردہ تحریک التوائے کار نمبر 3/2012 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے مسئلے پر بحث

جناب محمد محسن خان لغاری، ایم پی اے تحریک پیش کریں گے کہ اب اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

(تحریک التوائے کار نمبر 3/2012 کی نقل منسلکہ میں لف ہے)

741

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

سوموار 30-جنوری 2012

(یوم الاثنین، 6-ربیع الاوّل 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 46 منٹ پر زیر صدارت

جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ
أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾

سورۃ البَقَرَۃ 127 تا 129

اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے) کہ اے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے (127) اے پروردگار، ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھیو۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بنائے رہیو۔ اور (پروردگار) ہمیں ہمارے طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما بے شک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے (128) اے پروردگار ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے (129)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آمنہ بی بی کے گلشن میں آئی ہے تازہ بہار
پڑھتے ہیں صلی اللہ وسلم آج در و دیوار
نبی جی اللہ اللہ ھو لا الہٰ الا ھو
بارہ ربیع الاول کو وہ آیا در یتیم
ماہ نبوت مہر رسالت، صاحب خلق عظیم
نبی جی اللہ اللہ ھو لا الہٰ الا ھو
جبریل آئے جھولا جھلانے لوری دے ذیشان
سوجا سوجا رحمت عالم میں تیرے قربان
نبی جی اللہ اللہ ھو لا الہٰ الا ھو

سوالات

(محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ اوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! .On his behalf(معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 2299 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ۔ دربار حضرت شاہ برہان کی آمدن و اخراجات

*2299: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ میں ایک دربار حضرت پیر شاہ برہان کے نام سے موجود ہے جو محکمہ اوقاف کی زیر تحویل ہے؟

(ب) اس کی ماہانہ اور سالانہ آمدن سال 2002 تا 2007 تک کتنی تھی، وہ کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی جارہی ہے اور کس کس مد میں خرچ کی جارہی ہے؟

(ج) مذکورہ دربار پر کیش بکس کھولنے اور رقم کی گنتی کرنے پر کس سرکاری افسر یا اہلکار کی ڈیوٹی ہے اس کا نام و سکیل کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) درست ہے۔

(ب) دربار شریف کی سالانہ مدوار آمدن بابت سال 2002تا2007 کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ دربار شریف کی آمدن سنٹرل اوقاف فنڈ میں جمع ہوتی ہے اور مزار کی دیکھ بھال پر خرچ کی جاتی ہے۔

(ج) دربار شریف کے عرس کے موقع پر کشادگی اور کیش بکس کھولنے کا کام مینجر اوقاف چنیوٹ سکیل نمبر 16، ضلعی خطیب اوقاف سکیل نمبر 16 اور نمائندہ نیشنل بنک کرتے ہیں۔

1۔ اورنگزیب بھٹی سینئر کلرک (قائم مقام مینجر)

2۔ قاری فتح محمد ضلعی خطیب (سکیل نمبر 16)

3۔ نمائندہ نیشنل بنک (آفیسر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ مذکورہ دربار پر کیش بکس کھولنے اور رقم کی گنتی کرنے پر کس سرکاری افسر یا اہلکار کی ڈیوٹی ہے اس کا نام اور سکیل بتایا جائے۔ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "دربار شریف کے عرس کے موقع پر کشادگی اور کیش بکس کھولنے کا کام مینجر اوقاف چنیوٹ سکیل نمبر 16، ضلعی خطیب اوقاف سکیل نمبر 16 اور نمائندہ نیشنل بنک کرتے ہیں۔" میرا سوال یہ ہے کہ عام حالات میں کون لوگ کھولتے ہیں کیونکہ یہ سوال specific عرس کے بارے میں نہیں پوچھا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ کیش بکس سال میں ایک بار ہی کھلتا ہے اور ہر مہینے میں اس کی کوئی روایت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ کیش بکس سال میں صرف ایک ہی بار کھلتا ہے اور عرس کے موقع پر ہی کھلتا ہے۔ جی، بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! دربار پر جو بکس پڑا ہوتا ہے جس کے اندر لوگ نذرانے پیش کرتے ہیں تو کیا اس میں سال بھر نذرانے ڈلتے رہتے ہیں اور وہ بکس صرف سال میں ایک دفعہ کھلتا ہے؟ اس کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ ہمارے knowledge میں بات ہے کہ یہ weekly or monthly بھی کھلتا ہے تو اس پر تھوڑی سی وضاحت چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرا خیال ہے کہ انہوں نے وضاحت دے دی ہے کہ سال میں ایک دفعہ ہی کھلتا ہے اور جب انہوں نے کہا ہے کہ ایک دفعہ کھلتا ہے تو پھر ایک دفعہ ہی کھلتا ہو گا۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ اتنا محکمہ اوقاف کا فنڈز اور اتنی دربار کی آمدن جمع ہوتی ہے تو اس میں میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ کیا اس آمدن پر ٹیکس لگتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس آمدن پر ٹیکس نہیں لگتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا ابھی اس پر ٹیکس لگانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے؟ کیونکہ کچھ دربار ایسے ہیں جن کی آمدن یا نذرانے اربوں روپے تک چلے جاتے ہیں اور جب officially ان کو اوقاف کے under لیا ہے تو ٹیکس کا نظام کیوں رائج نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ نیا سوال بنتا ہے، آپ اس پر نیا سوال دیں تو وہ اس کا جواب دے دیں گے۔ بہت شکریہ۔ جی، اب اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر!.On his behalf (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4093 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کی حدود میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی کی تفصیلات

*4093: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی حدود میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی کتنی، کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنا ٹھیکہ موصول ہوتا ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر لوگوں نے کس کس جگہ اور کن کن نے قبضہ کر رکھا ہے؟
(د) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کرکے کس کس جگہ مکانات / دکانات تعمیر کر رکھی ہیں؟
(ہ) کتنی اراضی پر محکمہ اوقاف کے سرکاری ملازمین نے قبضہ کر رکھا ہے، ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟
(و) ان سرکاری ملازمین سے اراضی واگزار نہ کرانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) لاہور کی حدود میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی 2404 کنال 6 مرلے ہے جس کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) محکمہ اوقاف کو اس اراضی سے سالانہ۔/16,05,147 روپے پٹا جبکہ ۔/6,19,300 روپے میلہ گراؤنڈز سے آمدن حاصل ہوتی ہے۔
(ج) 72 کنال زرعی اراضی پر ناجائز قابضین ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) 210 کنال 7 مرلے رقبہ پر لوگوں نے قبضہ کرکے مکانات / دکانات تعمیر کر رکھی ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ رقبہ بھی زرعی اراضیات پر مشتمل تھا لیکن لوگوں نے مکانات تعمیر کر لئے ہوئے ہیں اور اب یہ رقبہ سکنی ہو چکا ہے۔
(ہ) 16 کنال 3 مرلے پر ملازمین اوقاف نے قبضہ کر رکھا ہے جن کی تفصیل بر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(و) محکمہ اوقاف پنجاب نے سال 1979 میں رہائشی سکیم کے تحت ملازمین اوقاف کو پلاٹس لیز پر الاٹ کئے تھے سپریم کورٹ آف پاکستان نے سال 2005 میں اس رہائشی سکیم کو غیر قانونی قرار دیا جبکہ اس عرصہ کے دوران ملازمین اوقاف نے مکانات تعمیر کر لئے تھے۔ اراضی واگزار کرانے کے لئے ملازمین اوقاف کو زیر دفعہ 9 وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔ الاٹیاں کا جواب فرداً فرداً آ چکا ہے جن کا قانون کے مطابق جائزہ لیا جا رہا ہے جائزہ لینے کے بعد فرداً فرداً قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی تاہم ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب نے اس معاملہ کا مکمل جائزہ لینے کے لئے ایڈیشنل سیکرٹری اوقاف پنجاب کی سربراہی میں ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب اور ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن اوقاف پنجاب پر مشتمل ایک کمیٹی

تشکیل دی ہے جو کہ محکمہ اوقاف کے ملازمین کی الاٹمنٹ کا جائزہ لے کر اس مسئلہ کو حل کرنے کی ایسی تجاویز مرتب کرے گی جن سے محکمہ کے مفادات کا تحفظ ہو سکے اور ملی بھگت، اگر کوئی ہو تو، اس کا خاتمہ کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بات common knowledge میں ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمین جب صوبہ کے اندر لیز پر دی جاتی ہے تو جو اوقاف کے لیز پر دینے کے ریٹس unrealistically low ہیں یعنی جن جگہوں پر زمین ٹھیکوں پر چل رہی ہے اس جگہ پر محکمہ اوقاف کی زمین اس مارکیٹ ریٹس سے بہت low ہوتی ہے تو کیا ان کے پاس کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے جس میں یہ ان ریٹس کو realistic طور پر مارکیٹ ریٹس کے برابر لے کر آئیں؟ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ بہت ساری جگہوں پر جہاں یہ زمین لیز پر دیتے ہیں تو وہاں پر جو لیز لینے والا ہوتا ہے اس کو پوری زمین کا قبضہ نہیں ملتا کیونکہ وہاں پر اور لوگ قابض ہوتے ہیں تو کیا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جو شخص جتنی زمین کی لیز کے پیسے ادا کر رہا ہے تو اس کو اتنی ہی لیز کی زمین کاشت کے لئے ملنی چاہئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ شاید مجھ سے پہلے کوئی زمین کم ریٹس پر گئی ہے تو گئی ہو گی لیکن جب سے مجھے یہ قلم دان دیا گیا ہے تو الحمد للہ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ اس زمین کا مارکیٹ ریٹس جو کہ اس کے ارد گرد علاقے میں ہے اس کے مطابق اس کو auction کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے بھائی نے پوچھا ہے کہ جن لوگوں کو لیز پر زمین دی جاتی ہے تو ان کو کچھ حصہ نہیں ملتا تو میرا خیال ہے کہ کچھ litigations ہوتی ہیں یا کچھ معاملات ایسے ہوتے جس کی وجہ سے کچھ حصہ رہ جاتا ہو، otherwise کوئی ایسے معاملات نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کر دوں کہ یہاں پر ہمارے بہت سارے ممبران بیٹھے ہیں آپ ان میں سے کسی سے بھی پوچھ لیں اور ہمارے علاقہ میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ جہاں پرائیویٹ پراپرٹی کا مارکیٹ ریٹ 50 ہزار روپے فی ایکڑ چل رہا ہے وہاں چھ سے سات ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے اوقاف کی زمین lease پر دی جا رہی

ہے۔ محکمہ کا جواب درست نہیں ہے اور اگر اس قسم کی discrepancy نہیں ہے تو وزیر موصوف اس بات کو point out کر دیں۔ مجھے تو یہ بات صحیح نظر نہیں آ رہی۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر ان کی نظر میں کوئی ایسا کیس ہے تو یہ specifically point out کریں اور اگر یہ چاہیں تو ہم ان کو Auction Committee میں بھی شامل کر دیتے ہیں اور ان کی موجودگی میں وہ auction کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں پر کوئی ایسی زمین دی گئی ہے تو آپ اس کی نشاندہی کریں اور Auction Committee میں آپ کو شامل کر کے اس زمین کا مارکیٹ ریٹ پر auction کرا دیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اوقاف کی زمین کن لوگوں کو lease پر دی جاتی ہے اور اس کو دینے کا کیا criteria ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا criteria یہاں پر پوچھا نہیں گیا اس لئے یہ ضمنی سوال میں بھی نہیں آتا اس کے لئے آپ fresh question کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! اوقاف کی کافی زمین ہے جو فی الحال لوگوں کے قبضے میں ہے اور لوگوں نے وہاں پر تعمیرات بھی شروع کر دی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ان کا کوئی monitoring system نہیں ہوتا کہ لوگ ان کی قیمتی زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں اور ان کو پتا بھی نہیں ہوتا یہ کیسے ممکن ہے؟ ان کے محکمے کے پاس فنڈ بھی کافی ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں پر چوکیدار تک نہیں، ان کا کوئی monitoring system نہیں ہے۔ آپ خود دیکھیں کہ 72 کنال ایک زمین ہے، 210 کنال دوسری زمین ہے، تیسری زمین 16 کنال ہے اور یہ ساری زمین تو ان کے قبضے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ سمجھ گئے ہیں کہ انہوں نے کیا پوچھا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میرا خیال ہے کہ انہوں نے پوچھا ہے کہ کئی جگہیں خالی پڑی ہیں اور جہاں پر کسی وجہ سے auction نہیں ہوتا اور جو ایسی زمین ہے جس میں کسی قسم کی کاشت نہیں ہوتی تو وہ بعض اوقات خالی بھی رہ جاتی ہے اور ہم اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرے خیال میں انہوں نے اس زمین کو دینے کا criteria پوچھا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! جہاں تک criteria کا تعلق ہے۔ اس معاملے میں جو قواعد ضوابط ہیں اگر یہ فرمائیں تو اس کی ایک کاپی میں ان کو دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے قواعد و ضوابط پڑھ لیں اور اس کے بعد اس میں کوئی problems ہوں تو پھر بتائیے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال ہے کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس سوال پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ مہربانی فرمائیں اور اگلے سوال پر ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! یہ لاہور سے متعلقہ سوال ہے اور میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ زمین لوگوں سے واپس کیوں نہیں لی جاتی اور جن لوگوں نے اس زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟

(اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس زمین پر جو قابضین ہیں کیا ان سے قبضہ چھڑوانے کے لئے کوئی عملی کام بھی کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف وزیر موصوف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ تو بہت پرانے قبضے ہیں اور اس وقت آپریشن جاری ہیں جس میں بہت سارے قبضے چھڑوا لئے گئے ہیں۔ کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں litigation چل رہی ہے اور کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ ہماری یہ پالیسی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہم ہر صورت میں قبضے واگزار کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جز (د) میں پوچھا گیا ہے کہ ان سرکاری ملازمین سے اراضی واگزار کرانے کی وجوہات کیا ہیں؟ آپ اس سوال کا صرف جواب پڑھ لیں آپ خود بھی ایک وکیل ہیں اور اس کا جواب پڑھنے کے بعد آپ کی ذہن میں سینکڑوں سوال اٹھیں گے کہ 2005 میں

سپریم کورٹ نے ان کو illegal قرار دے دیا اور اس کے بعد یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کو ایک ایک کر کے نوٹس دے رہے ہیں، ایک ایک کر کے سماعت کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب سپریم کورٹ نے ان کو illegal قرار دے دیا، میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ ان کو نکال دیا جائے لیکن میں آپ کو محکمہ کی efficiency بتا رہا ہوں۔ اس سوال کا جواب پڑھ کر مجھے تو حیرانگی ہوئی ہے کہ 2005 میں سپریم کورٹ نے ایک decision دے دیا مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو مستقل کرانے کے لئے سپریم کورٹ میں گئے ہوں گے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد اس پر کس طرح سے عملدرآمد ہونا چاہئے اور اس کی قانونی پوزیشن کیا ہے؟ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم one by one ان کے کیس کی سماعت کر رہے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سپریم کورٹ کے بعد بھی کسی کیس کی سماعت ہو سکتی ہے، کوئی ایسی اتھارٹی ہے جو سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد بھی کیس کی سماعت کرے۔ اس کے بعد تو action ہوتا ہے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں پھر اس کے بعد کیا ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بات تو آپ کی ٹھیک ہے اور دوسرا یہ بھی دیکھیں کہ 2009 کا سوال ہے اور 2009 کا جواب ہے تو اب تک اس سارے مسئلے پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ان کے خلاف کارروائی اسی وقت کی گئی تھی اور ان کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ جو پہلے پلاٹ تھے ان کے اوپر انہوں نے مکان بنا لئے ہیں اور وہ لوگ اس کے بعد پھر عدالت میں چلے گئے ہیں۔ وہ جو پہلے فیصلہ ہوا تھا اس کے خلاف پھر انہوں نے اپیل کر دی ہے۔ اپیل کا جب تک کوئی فیصلہ نہیں ہوگا اس وقت تک ہم اس کو bulldoze نہیں کر سکتے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! کون سی عدالت میں یہ دوبارہ گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سپریم کورٹ کا جب فیصلہ ہے وہ تو finality attain کر گیا۔ اس کو تو صرف review کر سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ کون سی عدالت میں وہ گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ہم وزیر موصوف سے یہ کہتے ہیں کہ آپ اس کی پوری detail لے کر اس کے بارے میں House کو apprise کریں کیونکہ نوانی صاحب کہہ رہے ہیں یہ محکمے کی efficiency نہیں ہے بلکہ اس کے اندر محکمے کی ہٹ دھرمی نظر آ رہی ہے۔ آپ اس کے متعلق پرسوں تک House کو بتائیں گے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میں پرسوں تک اس بارے میں House کو پوری تفصیل دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کو نوٹ کر لیں پرسوں تک اس کے اوپر آپ نے ساری رپورٹ لینی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ 2404 کنال کا لاہور کے اندر، اتنی قیمتی جگہ کو ناجائز قابضین اپنے باپ کی جائیداد سمجھتے ہیں، اسے حکومتی جائیداد قطعاً نہیں سمجھا جاتا اور ان کے اہلکاران اور ملازمین کے ساتھ مل کر اس کے اوپر اپنے ناجائز تصرف اور ناجائز قبضے کو سالہا سال سے اس کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ وہ کون سے measures ہیں جو انہوں نے ان سے vacate کروانے کے لئے آج تک لئے ہیں کیونکہ عملی طور پر میرے حلقہ کے اندر رحمٰن پورہ کے اندر vacation order دس دفعہ ہو چکے ہیں۔ وہاں پر مسجد کی دکانات ہیں اس پر خطیب نے قبضہ کیا ہوا ہے اور یہ آج تک اسے بھی خالی نہیں کرا سکے۔ Notice issue کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کی execution کوئی نہیں ہے انہوں نے سرکاری زمین پر جو قبضے continue کئے ہوئے ہیں محکمے نے آج تک ان اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟ اس کے علاوہ وہ measures بتائیں جو یہ کسی بھی ناجائز قابض سے زمین کو vacate کرانے کے لئے لیتے ہیں۔ صوبہ بھر کے اندر اوقاف کی زمین کے انخلا اور قبضہ چھڑانے کا جو سسٹم ہے اس پر بہت بڑا question mark ہے۔ لوگ سال ہا سال سے قابض ہیں اور کبھی قبضہ نہیں چھوڑتے، ایک دفعہ لیز پر لے لیں تو لیز بھی ادا نہیں کرتے اور جگہ بھی نہیں چھوڑتے۔ وزیر صاحب مہربانی کر کے اس پر ممبران کو apprise کریں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ کچھ لوگ قبضہ کر کے پھر litigation میں چلے جاتے ہیں اور جب تک عدالتوں سے فیصلہ نہ ہو تو ہم انہیں کیسے

بے دخل کر دیں لیکن ہم نے اوقاف کی زمین خالی کرانے کے لئے جو آپریشن کئے ہیں اور زمین واگزار کرائی ہے اور جو رہتی ہے اگر یہ چاہیں تو میں ان کو تفصیل دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک important سوال تھا مثال کے طور پر آپ لاہور شہر میں جتنی کنال جگہ بتا رہے ہیں اور اس کا کرایہ صرف سولہ لاکھ روپے بتا رہے ہیں۔یہ تو ایک تماشا ہے، میں اس سلسلے میں اعجاز خان صاحب، آجاسم شریف صاحب اور ساجدہ میر صاحبہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا رہا ہوں وہ اس میں سارا کچھ دیکھے، ایک تو جو سپریم کورٹ کے آرڈر کے باوجود قبضہ نہیں چھوڑا جا رہا اسے دیکھے اور جو چوبیس سو کنال اتنی قیمتی زمین ہے لیکن اس کا صرف سولہ لاکھ روپے کرایہ آ رہا ہے یہ کمیٹی اس پورے معاملہ کو apprise کر کے جمعہ تک House کو رپورٹ کرے گی۔ سیکرٹری صاحب! یہ note کر لیں اور اس کمیٹی کی باقاعدہ formation کر کے سیکرٹری اوقاف کو بھی ساتھ ڈال کر پوری رپورٹ بنا کر جمعہ تک House میں آئے گی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ کسی معزز ممبر کو کمیٹی کا کنوینر مقرر کر دیں تاکہ ایک responsibility آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز خان صاحب کو کنوینر بناتے ہیں، چونکہ یہ لاہور سے related matter ہے اس لئے لاہور کے جو ساتھی موجود ہیں میں نے انہی پر مشتمل کمیٹی بنا دی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ چونکہ نوید انجم صاحب اس کے mover ہیں اس لئے ان کو بھی کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح ہے، آپ کی بات ٹھیک ہے، نوید انجم صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل کئے جاتے ہیں۔بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: اس میں کچھ جگہ میاں میر کالونی میں ہے، کچھ ریلوے سٹیشن پر ہے۔ دو تین جگہوں کا تو مجھے بھی پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں پر بھی ہو گی اب یہ کمیٹی سارا معاملہ دیکھ لے گی۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5329 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2009، دربار حضرت میاں میر کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیلات

*5329: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) سال2009کے دوران دربار حضرت میاں میر سے کل کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟
(ب) سال2009کے دوران دربار حضرت میاں میر سے اکٹھی ہونے والی رقم کو کن کن کاموں پر خرچ کیا گیا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):
(الف) دربار حضرت میاں میر سے سال09۔2008میں کل رقم مبلغ۔/43,69,588روپے اکٹھی ہوئی جس کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) دربار حضرت میاں میر پر09۔2008میں کل رقم مبلغ۔/20,35,222روپے خرچ کئے گئے جن کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ 09-2008 میں کل آمدن -/43,69,588 روپے اور جز (ب) میں خرچ پوچھا تھا جو کہ -/20,35,222روپے ہے جو انہوں نے خرچ کئے تو باقی جو -/23,34,366روپے ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ رقم کہاں ہے اور کس استعمال میں ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بقایا رقم ہمارے ہیڈ آفس میں ہمارے اکاؤنٹ میں جمع ہے اور ہم اس جمع رقم کو پنجاب کے مختلف علاقوں میں جہاں بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے وہاں خرچ کرتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے دربار پر زائرین کو کیا سہولیات دی ہوئی ہیں اور ساتھ جو ملحقہ قبرستان ہے وہاں پر کن لوگوں کو قبر کے لئے جگہ دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اس میں صرف رقم کے بارے میں پوچھا تھا لیکن سہولیات ایک نیا سوال بنتا ہے یہ differentچیز ہے۔ آپ کی بات تو valid ہے لیکن یہ ضمنی میں نہیں آتی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب رقم کا سوال آئے گا تو اس کے اخراجات کا definitelyضمنی میں آتا ہے۔ جب آپ کسی کو رقم بتائیں گے تو میرا حق نہیں ہے کہ میں پوچھوں کہ آپ نے اتنی رقم

اکٹھی کی تو کہاں خرچ کی ہے۔یہ definitely relevant question ہے۔ضمنی سوال ہوتا ہے ہی وہی جو اس سے related ہو یعنی آمدن آئی اور خرچ کہاں ہوئی یہ ضمنی سوال ہے اور relevant question ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رقم اور سہولت میں بڑا فرق ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں عملے کو تنخواہ دی گئی،الاؤنسز دیئے گئے، بجلی کے بل ادا کئے گئے، عرس پر گرانٹ دی گئی، ختم قرآن شریف کے پیسے دیئے گئے، صفیں خریدی گئیں، سالانہ مرمت رنگ وروغن کیا گیا اس طرح یہ سارا خرچ ہوا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ وہاں پر جو زائرین آتے ہیں جن کی وجہ سے یہ آمدن ہے جو وہاں ہدیہ ڈالتے ہیں ان لوگوں کے لئے کیا کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب ہے کہ اس رقم میں سے جو خرچ کیا جارہا ہے، محترمہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ ان زائرین کی سہولت کے لئے بھی کچھ خرچ کیا جارہا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے جو چیزیں بتائی ہیں یہ سب زائرین کی سہولت کے لئے ہیں اس کے علاوہ ان کے لئے لنگر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے، وہاں لاہور یئے اتنا بے شمار لنگر دیتے ہیں کہ ہمارے لنگر کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ میرے حلقے میں ہے اس لئے میں بڑی اچھی طرح واقف ہوں اور اسی لئے یہ سوال کیا تھا، وہاں جو لنگر تقسیم ہوتا ہے اول تو اس کا کوئی ٹائم ہی نہیں ہے اور کوئی دو چار دیگیں بن بھی جاتی ہیں تو وہ زائرین کو بہت کم ملتی ہیں بلکہ جو خواتین ڈیوٹی پر موجود ہوتی ہیں وہی آپس میں بانٹ لیتی ہیں۔ وہاں زائرین کے بیٹھنے کے لئے proper جگہ ہے نہ سایہ ہے بلکہ وہ کھلا صحن اور فرش ہے جہاں پر دریاں بچھی ہوتی ہیں اور کبھی وہ بھی نہیں ہوتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب آپ خود دھیان رکھیں کہ اگر وہاں پر زائرین کا خیال نہیں رکھا جارہا تو رکھا جانا چاہئے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! خیال رکھا جاتا ہے اگر مزید یہ کہتے ہیں تو میں ان کے ساتھ چلا جاؤں گا اور اچانک چیک کر لیتے ہیں اور محترمہ سب دیکھ لیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر5338 ہے۔اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حلقہ پی پی۔181قصور۔اوقاف کی اراضی کی تعداد و تفصیل

*5338: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔181قصور میں اوقاف کی کتنی زمین ہے نیز یہ زمین کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) مذکورہ زمین کن کن لوگوں کو لیز پر دی گئی ہے، ان کے نام اور پتاجات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ زمین کن قواعد وضوابط کے تحت اور کن کن شرائط پر کتنے عرصہ کے لئے کس ریٹ کے حساب سے دی گئی ہے۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔181قصور میں کل اراضی 150 کنال02مرلے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ مسجد فرید آباد چونیاں رقبہ تعدادی150کنال02مرلے

(ب) اراضی مذکورہ عرصہ ایک سال (برائے 10-2009) کے لئے درج ذیل پٹا داران کو دی جاتی ہے۔ تفصیل پٹادار درج ذیل ہے۔

1۔ مسجد فرید آباد چونیاں حاجی محمد رفیق ولد محمد انور محلہ رسول نگر چونیاں

(ج) قواعد وضوابط اور شرائط نیلام کی عکسی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ مال کے طے کردہ علاقائی ریٹ کے حساب سے نیلام عام میں عرصہ ایک سال کے لئے دی گئی ہے۔ زیر پٹا کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ مسجد فرید آباد چونیاں رقبہ تعدادی150کنال02مرلے زرپٹا

-/1,30,000 سال10۔2009

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ جو بیس ایکڑ زمین ٹھیکے پر دی گئی ہے اس کا ٹھیکہ -/6600روپے فی ایکڑ بنتا ہے۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ اگر وہاں زمین لیز پر دی جائے تو فی ایکڑ ٹھیکہ 25 سے 30 ہزار روپیہ بنتا ہے لیکن انہوں نے اتنی کم قیمت پر کیوں دیا ہوا ہے اور باقی کی رقم کدھر جاتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں کہ auction کرنے کے لئے ایک کمیٹی ہے جو اسے لیز پر دیتی ہے اور وہ کمیٹی اسے check کرتی ہے، اگر میری بہن چاہیں تو جیسے میں نے پہلے انہیں دعوت دی ہے پھر عرض کرتا ہوں کہ اگر auction ہو تو آپ وہاں تشریف لائیں وہاں میڈیا بھی موجود ہوتا ہے آپ اسے check کر لیں۔ پھر اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ہم آپ کے سامنے action لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جواب کوئی تسلی بخش نہیں ہے چونکہ auction اتنی کم قیمت پر ہوتی ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں سے کتنی زمین کاشت کے لئے ہے اور کیا پی پی۔181 میں صرف یہی زمین اوقاف کی ہے جس کا انہوں نے جواب میں بتایا ہے اور اس کے علاوہ وہاں اوقاف کی کوئی زمین نہیں ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے ریکارڈ کے مطابق وہاں اوقاف کی یہی زمین ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف یہی زمین ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر اور زمین بھی ہے، میرے علم میں ہے تو ان کے علم میں کیسے نہیں ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کوئی ہے تو آپ لے کر آئیں اور بتائیں۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 7190 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ نئی تعمیر شدہ سکول کی عمارت کو گرا کر مسجد کی تعمیر کرنے کی تفصیلات

*7190: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزار حضرت مادھو لال حسین باغبانپورہ لاہور سے ملحقہ ایک تعمیر شدہ مسجد موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار سے ملحقہ صرف دو سال قبل لاکھوں روپے سے تعمیر ہونے والی سکول کی بلڈنگ کو گرا کر بڑی عجلت سے سکول کی جگہ مسجد تعمیر کی جا رہی ہے؟

(ج) مذکورہ مزار سے ملحقہ نئی تعمیر شدہ بلڈنگ کس کے حکم سے گرائی گئی اور سکول کی جگہ مسجد کس کے حکم پر زیر تعمیر ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔البتہ یہاں ایک نہایت پرانی اور خستہ حال مسجد تھی جس کو شہید کرنے کے بعد از سر نو تعمیر کیا جارہا ہے۔

(ب) یہ سکول محکمہ اوقاف کی وقف شدہ زمین پر تعمیر ہوا تھا۔لہذا سکول انتظامیہ کو متعدد بار سکول منتقل کرنے کو کہا گیا البتہ اہل علاقہ کے پرزور اصرار اور دربار حضرت مادھولال حسین کے احاطے میں ایک بڑی مسجد کی اشد ضرورت کے پیش نظر سکول کی بلڈنگ کو اوقاف کے قوانین کے مطابق گرا کر مسجد کی توسیع عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) مجاز اتھارٹی/گورنمنٹ آف پنجاب کے احکامات نمبری US(G)11-241/A/2009 کی روشنی میں مذکورہ پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ متعدد بار سکول منتقل کرنے کو کہا گیا۔اگر ایسا تھا تو پھر سکول کی تعمیر پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی، مسجد کی توسیع کے لئے پہلے ہی اسے استعمال کیوں نہیں کیا گیا؟لاکھوں روپے خرچ کرنے کے ذمہ داران کون ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!یہ سکول تھا اور ان کو بار بار نوٹس دیئے گئے کہ یہ محکمہ اوقاف کی زمین ہے اگر محکمہ تعلیم بھی یہ زمین لینا چاہے گا تو بغیر payment کے ہم نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ پرائیویٹ سکول تھا؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):جی،یہ دربار مادھولعل حسین کے احاطے میں تھا۔وہاں مسجد کی بڑی اشد ضرورت تھی اور لوگوں کا اس کے لئے بے حد اصرار تھا۔جب وہ باز نہیں آئے اور بار بار notice دینے کے باوجود انہوں نے کوئی بات نہ سنی تو پھر اسے گرا کر لوگوں کی خواہش پر مسجد بنائی۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جواب میں بتایا گیا ہے کہ یہ سکول محکمہ اوقاف کی جگہ پر تھا جبکہ یہ جواب غلط ہے،اس پر ایک پرائیویٹ بندے کا قبضہ تھا اسی کی زمین تھی آپ اس کی انکوائری

کرائیں کہ یہ زمین کس کی ہے؟ یہ غلط جواب ہے کہ یہ جگہ اوقاف کی تھی جن کی زمین تھی وہ لوگ تو رل گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محکمہ اوقاف اپنی زمین کی ملکیت ہوئے بغیر مسجد کیسے بنا سکتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میرے علم کے مطابق یہ زمین محکمہ اوقاف کی نہیں بلکہ پرائیویٹ بندے کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کسی کی جگہ پر اس طرح تو مسجد تعمیر نہیں کر سکتے۔اوقاف کی جگہ ہو گی تو کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سے پہلے یہاں پر ایک Training School تھا۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر ان کے پاس کوئی evidence یا دستاویزی ثبوت ہے تو تشریف لے آئیں ہم اس کو چیک کرا لیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ جگہ واقعی محکمہ اوقاف کی ہے کیونکہ یہ میرے حلقے سے related ہے۔اس دربار کی بہت ساری جگہ خالی پڑی ہوئی تھی اور ہماری کوشش تھی کہ اس پر پارک بنایا جائے کیونکہ اس علاقے میں کوئی پارک نہیں ہے۔ محکمہ اوقاف نے یہ زیادتی ضرور کی ہے کہ وہاں پر ایک سکول کو demolish کر دیا گیا ہے حالانکہ اس دربار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور وہاں پر ایسی دو اور مساجد بھی بن سکتی ہیں اس لئے اس سکول کو demolish نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ محکمہ اوقاف کی واقعی یہ بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ تعلیم سب کے لئے ہے۔انہوں نے اس سکول کو demolish کر کے اچھا نہیں کیا لیکن یہ زمین واقعی محکمہ اوقاف کی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بہن راحیلہ خادم حسین اور منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ جگہ محکمہ اوقاف کی ہے حالانکہ یہ درست نہیں۔ میں نے تو سنا تھا کہ قبضہ مافیا ہی ایسی حرکتیں کرتا ہے لیکن یہاں تو محکمہ اوقاف ایسا کر رہا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ اس معاملے کی باقاعدہ انکوائری کرائی جائے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین نے ابھی بتایا ہے کہ وہاں پر کافی زیادہ رقبہ خالی پڑا ہوا ہے تو پھر اس سکول کو demolish کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اگر وہاں پر اور جگہ موجود تھی تو پھر آپ نے سکول کو کیوں demolish کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو design یا نقشہ بنایا گیا تھا اس کے مطابق یہ سکول demolish کیا جانا ضروری تھا اور یہ مسجد لوگوں کے پُرزور مطالبہ پر بنائی گئی ہے۔ وہاں پر مسجد کی اشد ضرورت تھی اور یہ مسجد بڑی وسیع اور خوبصورت بنائی گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی تک میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں آپ کو ایک چیز بتاؤں۔ آپ کا ایک سوال آیا جس پر محکمہ کی طرف سے جواب آیا اور اس جواب میں انہوں نے categorically کہہ دیا ہے کہ یہ جگہ محکمہ اوقاف کی تھی اور ایک فیصلے کے تحت وہاں پر مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اب جو سکول وہاں سے ختم کیا گیا اس کے بچے کہاں گئے ہیں اس کے لئے تو آپ کو نیا سوال دینا پڑے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا پنجاب حکومت اس سکول کے لئے کوئی دوسری سرکاری جگہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ مسجد بنانا اچھی بات ہے لیکن سکول کے لئے بھی کوئی جگہ دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جگہ محکمہ اوقاف کی نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! منسٹر صاحب on the floor of the House بتا رہے ہیں کہ وہ جگہ محکمہ اوقاف کی تھی اور اس پر مسجد بنا دی گئی ہے۔ منسٹر صاحب! سکول کے حوالے سے آپ information لے کر ابھی بتائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ منسٹر صاحب تو جواب دینے میں سنجیدہ ہی نہیں، وہ تو ہنس رہے ہیں اور وہ حقائق بتانے کی بجائے مذاق کر رہے ہیں۔ آپ اس حوالے سے انکوائری کرائیں تاکہ اصل حقیقت سامنے آ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ جگہ محکمہ اوقاف کی ہے اور محکمے نے فیصلہ اپنے حساب سے کرنا تھا۔ منسٹر صاحب سکول کے بارے میں بتا دیں کہ اسے کہاں پر shift کیا گیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بات محکمہ تعلیم سے پوچھی جائے۔ ہماری جگہ تھی اور ہم نے لے لی۔ اب وہ سکول کہاں گیا یہ محکمہ تعلیم بتائے گا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ کسی نزدیکی سکول میں ضم کیا گیا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 7191 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ حضرت مادھولال حسین کے مزار میں قائم ڈسپنسری کی عمارت کو گرانے کی تفصیلات

*7191: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مزار حضرت مادھولال حسین باغبانپورہ لاہور کی ڈسپنسری کی عمارت کب اور کتنی لاگت سے تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں مذکورہ ڈسپنسری کی عمارت کو گرادیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسپنسری سے روزانہ سینکڑوں لوگ مستفید ہو رہے تھے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ عمارت کو کس اتھارٹی کے حکم سے گرایا گیا اور کن وجوہات کی بناء پر مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ ڈسپنسری اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی گئی تھی محکمہ میں اس کی تعمیر اور لاگت کا کوئی ریکارڈ نہ ہے۔

(ب) جی ہاں!

(ج) جی ہاں! مگر پرانی عمارت کو منہدم کرنے کے بعد نئی ڈسپنسری تعمیر کی جا رہی ہے۔

(د) مجاز اتھارٹی / گورنمنٹ آف پنجاب کی منظوری کے بعد دربار حضرت مادھولال حسین کے احاطہ میں ترقیاتی سکیم جس میں ایک عالی شان مسجد، ٹربائن اور بیس ہزار گیلن پانی کی ٹینکی کی تعمیر شامل ہے۔ اس کے علاوہ زائرین کی سہولت کے لئے برآمدے اور علاج معالجے کے لئے ایک جدید ڈسپنسری کی تعمیر بھی شامل ہے۔ یہ سکیم مورخہ 09-08-17 کو حکومت پنجاب کے توسط سے بذریعہ احکام نمبری US(G)11-241/A/2009 منظور ہوئی اور تعمیراتی کام جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "وہاں پر پرانی عمارت کو منہدم کرنے کے بعد نئی ڈسپنسری تعمیر کی جا رہی ہے۔" کیا وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس کے لئے کتنے funds رکھے گئے ہیں، اس کی تعمیر کب شروع ہوئی اور کب تک مکمل ہوگی؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اور انشاء اللہ جلد ہی اس کو مکمل کر لیا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ کب تک اس کو مکمل کریں گے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ان کو جلد ہی تاریخ بھی بتا دوں گا۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ صرف سکول نہیں بن رہا بلکہ وہاں پر ایک بہت خوبصورت مسجد بن رہی ہے، ٹربائن اور بیس ہزار گیلن پانی کی ٹینکی بھی بن رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کے لئے کتنے funds مختص کئے گئے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: منسٹر صاحب یہ بھی بتا دیں کہ یہ funds کس head سے دیئے گئے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس سوال میں پیسے نہیں پوچھے گئے تھے۔ میں اس حوالے سے information لے کر معزز ممبر کو بتا دوں گا کہ ہم نے اس مقصد کے لئے کتنے پیسے رکھے تھے اور کتنے خرچ ہو گئے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال اسی لئے پوچھا جاتا ہے۔ اگر صرف لکھے ہوئے سوال کا جواب دینا ہے تو پھر ضمنی سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ منسٹر صاحب کو اس کا جواب دینا چاہئے۔ انہیں تیاری کر کے آنا چاہئے تھا۔ Why are you bailing him out?

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، I am not bailing him out.

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے بالکل relevant ضمنی سوال پوچھا ہے۔ جب ڈسپنسری تعمیر کر رہے ہیں تو اس کے لئے انہوں نے لازمی طور پر funds رکھے ہوں گے تو وہ funds کہاں سے لئے گئے ہیں، کس head سے رکھے ہیں، یہ ڈسپنسری کس تاریخ سے شروع ہوئی ہے

اور کیسے ٹینڈر ہوا ہے؟ ٹینڈر پر date of completion ہوتی ہے۔یہ ساری معلومات منسٹر صاحب کے پاس ہونی چاہئیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب پڑھ لیا جائے کیونکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ ڈسپنسری اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی گئی تھی محکمہ میں اس کی تعمیر اور لاگت کا کوئی ریکارڈ نہ ہے" "یہ ڈسپنسری اس علاقے کے لوگوں نے بنائی ہے۔یہ تو بالکل understood ہے میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب اور میرے محترم بھائی کرنل (ریٹائرڈ) شبیر اعوان صاحب نے جواب نہیں پڑھا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سعید اکبر خان صاحب اس کا جواب کیوں دے رہے ہیں؟ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ تو ان کی غلطی point out کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر جواب پڑھ لیا جائے تو اس میں ان ساری باتوں کا جواب موجود ہے۔جب کبھی کوئی community اپنی مدد آپ کے تحت کوئی سکول یا ڈسپنسری بناتی ہے تو وہ اس کے لئے رقم بھی خود ہی مہیا کرتی ہے۔یہ بات understood ہے کہ ان لوگوں نے خود پیسے جمع کر کے یہ ڈسپنسری بنائی ہے اور اس کا کوئی حساب نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب! آپ نے بڑا اچھا point raise کیا ہے کہ یہ ڈسپنسری اپنی مدد آپ کے تحت بنائی گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ پرچیوں والا system بند کرائیں۔امتحانی مرکز میں بھی پرچیاں منع ہوتی ہیں لہذا ادھر بھی پرچیوں کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔منسٹر صاحب کو پہلے ہی تیاری کر کے آنا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ کے پاس ایک ہنس مکھ منسٹر بیٹھا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ڈسپنسری واقعی اپنی مدد آپ کے تحت بنی تھی لیکن اب ہم وہاں پر پانی کی ٹینکی اور ٹربائن بنا رہے ہیں اور اس پر محکمہ رقم خرچ کر رہا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ہم ڈسپنسری کا پوچھ رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ پانی کی ٹینکی بن رہی ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ڈسپنسری بھی بن رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے House میں مناسب information مہیا نہیں کی جس کی وجہ سے ہر ایک معزز ممبر کی اپنی رائے prevail ہو رہی ہے۔ اگر جز (د) دیکھا جائے تو اس میں کہا گیا ہے کہ " مجاز اتھارٹی / گورنمنٹ آف پنجاب کی منظوری کے بعد دربار حضرت مادھولال حسین کے احاطہ میں ترقیاتی سکیم جس میں ایک عالی شان مسجد، ٹربائن اور بیس ہزار گیلن پانی کی ٹینکی کی تعمیر شامل ہے۔ اس کے علاوہ زائرین کی سہولت کے لئے برآمدے اور علاج معالجے کے لئے ایک جدید ڈسپنسری کی تعمیر بھی شامل ہے۔ یہ سکیم مورخہ 09-08-17 کو حکومت پنجاب کے توسط سے بذریعہ احکام نمبری US(G)11-241/A/2009 منظور ہوئی اور تعمیراتی کام جاری ہے۔" دراصل وہاں پر جو ڈسپنسری demolish ہوئی تھی وہ اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر ہوئی تھی لیکن جو جدید ڈسپنسری تعمیر ہو رہی ہے اس پر حکومت پنجاب رقم خرچ کر رہی ہے۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ ڈسپنسری موقع پر مکمل ہو گئی ہے۔ وزیر صاحب نہیں بتا رہے کہ اس منصوبے پر کام کب شروع ہوا اور اس کی duration کتنی تھی؟ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ڈسپنسری بن چکی ہے، مکمل ہو چکی ہے۔ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ کب یہ کام شروع ہوا؟ یہ 2009 کی بات ہے اور اب 2012 چل رہا ہے۔ یہ کام کب شروع ہوا، کب تک مکمل ہونا تھا اور کیا اب یہ مکمل ہو چکا ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کی منسٹر صاحب کے پاس تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب self-explanatory ہے۔ اس میں سارا کچھ mention کر دیا گیا ہے۔ ہمارے دوستوں نے سوال کا جواب صحیح طریقے سے نہیں پڑھا اور اس کے اوپر ایسے ہی بات کرتے رہے ہیں تو اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7253 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات و اوکاڑہ، مزارات کی تعداد و تفصیل

*7253: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات اور ضلع اوکاڑہ میں کل کتنے مزارات ہیں ان مزارات کے نام کیا ہیں؟

(ب) کتنے مزارات گورنمنٹ کی تحویل میں ہیں اور کتنے گدی نشینوں کے پاس ہیں؟

(ج) ان مزارات پر سرکاری سکیورٹی کے کیا انتظامات ہیں، زائرین کے لئے ان درباروں پر سرکاری طور پر لنگر کا کیا انتظام ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گجرات اور ضلع اوکاڑہ میں کل مزارات 25 ہیں جن کی تفصیل فلیگ (الف و ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کی تحویل میں کل 25 مزارات ہیں جبکہ گدی نشینوں کے پاس مزارات کی تفصیل محکمہ ہذا کے پاس موجود نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف ضلع گجرات اور اوکاڑہ میں مزارات پر سکیورٹی اور زائرین کے لئے درباروں پر سرکاری طور پر لنگر کے انتظامات کی تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ ہذا کی تحویل میں کل 25 مزارات ہیں جبکہ گدی نشینوں کے پاس مزارات کی تفصیل محکمہ ہذا کے پاس موجود نہ ہے۔" یہ سوال آٹھ ماہ پہلے کیا گیا تھا اور آج بھی یہ کہا گیا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی تفصیل موجود نہیں۔ یہ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ محکمہ کے پاس اس حوالے سے کوئی information ہی نہیں ہے۔ اگر محکمہ کے پاس پہلے اس حوالے سے تفصیل موجود نہیں تھی تو ان آٹھ ماہ کے دوران اسے یہ تفصیل معلوم کر لینی چاہئے تھی۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گی کہ کیا وجہ ہے محکمہ نے اس میں دلچسپی نہیں لی اور آج تک اس کی تفصیلات کیوں معلوم نہیں کی گئیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے محکمہ کی تحویل میں کل 25 مزارات ہیں۔ اب پنجاب میں بہت سارے مزارات ہیں۔ میں ملتان سے تعلق رکھتا ہوں اور وہاں ایک ایک گلی میں دو دو مزارات ہیں اس لئے پرائیویٹ مزارات کی تفصیل ہمارے پاس ہے اور نہ ہی ہم نے اس کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر ہم یہ تفصیل اکٹھی کرنے کی کوشش کریں تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم ان مزارات کو take over کرنے لگے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس ایک overall تفصیل ہونی چاہئے۔ان کی یہ بات ٹھیک ہے کہ مزارات آپ نے تحویل میں لینے ہیں یا نہیں لیکن حکومت کے پاس ان مزارات کی ایک پوری تفصیل موجود ہونی چاہئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ مزار شاہ دولہ صاحب گجرات میں مستقل چوکی ہے اور باقی مزارات میں بھی سکیورٹی کے انتظامات ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ مزار شاہ دولہ صاحب کے علاوہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں باقی مزارات پر سکیورٹی کے مستقل انتظامات کیوں نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جن مزارات پر زائرین زیادہ آتے ہیں وہاں پر ہم نے اپنے وسائل کے مطابق سکیورٹی کے مستقل انتظامات کئے ہیں اور ہم انشاء اللہ بتدریج تمام مزارات پر سکیورٹی فراہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7254 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مزارات کی تعداد و متعلقہ دیگر تفصیل

*7254: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے مزارات ہیں؟

(ب) کتنے مزارات گورنمنٹ کی تحویل میں اور کتنے مزارات گدی نشینوں کے پاس ہیں؟

(ج) جو مزارات حکومت کی تحویل میں ہیں اس کی سالانہ کتنی آمدن ہے، آمدنی کی تفصیل ہر مزار کی علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) جو مزارات گدی نشینوں کے پاس ہیں ان گدی نشینوں کے نام اور مزارات کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) اس ضمن میں تاحال ایسا کوئی جامع سروے نہیں کیا گیا جو یہ ظاہر کر سکے کہ صوبہ پنجاب میں کل کتنے مزارات ہیں۔

(ب) محکمہ اوقاف پنجاب نے زیر دفعہ 7 وقف پراپرٹیز آرڈیننس مجریہ 1979 تاحال 542 مزارات کو اپنی تحویل میں لیا ہے البتہ محکمہ اوقاف کے پاس گدی نشینوں کے زیر تحویل مزارات کی تفصیل موجود نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کی تحویل میں مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن برائے سال 10-2009 مبلغ۔/52,10,09,449 روپے ہے۔زون وائز محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 542 مزارات کی آمدن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گدی نشینوں کے پاس مزارات کی تفصیل محکمہ ہذا کے پاس نہ ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ہم نے 542 مزارات کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے، باقی مزارات گدی نشینوں کی تحویل میں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو مزارات گدی نشینوں کی تحویل میں ہیں اُن کی آمدن کس اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے اور ان مزارت پر آنے والے زائرین کے لئے سہولیات کون فراہم کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گدی نشینوں کی تحویل میں آنے والے مزارات چونکہ ان کے کنٹرول میں نہیں ہیں تو حکومت وہاں سے آمدن کیسے اکٹھی کرے گی؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! محکمہ اوقاف کو اُن گدی نشینوں سے کیا ڈر ہے، کیا اس میں کوئی سیاسی لوگ ملوث ہیں جس کی وجہ سے یہ اُن مزارات کو اپنی تحویل میں نہیں لے رہے، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ مزار اور سرکاری مزار کا فرق بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جن لوگوں کے بزرگ فوت ہو جائیں اور وہ اپنے گھر میں اُن کا مزار بنالیں تو وہاں پر ہمیں کون کنٹرول کرنے دے گا اور ہم اپنی تحویل میں آنے والے مزارات کے انتظامات ٹھیک کر لیں تو وہ بھی بڑا کام ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے بڑی عجیب بات کی ہے اور اگر محکمہ اوقاف مزارات کے انتظام کے لئے کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تو محکمہ actually کر کیا رہا ہے اور یہ مزارات کے ارد گرد قبضہ کر لیتے ہیں تو محکمہ کی طرف سے یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ ان کے پاس ساری معلومات ہونی چاہئیں کہ ان مزارات پر کیا ہوتا ہے اور اُس کو کون لوگ formulate کرتے ہیں تو اس میں ہمیں قبضہ مافیا کا پورا role لگتا ہے۔ وزیر موصوف ہمیں assurance دیں اور ان پرائیویٹ مزارات کے حوالہ سے پالیسی بیان دیں کہ یہ کب تک کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری بہن اس پر کوئی پالیسی بنا کر لے آئیں ہم اس پر غور کر لیتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر سارا کام اپوزیشن ممبران نے کرنا ہے تو ان کو گھر چلے جانا چاہئے۔ وزیر موصوف کے علم کے لئے ہے کہ پالیسی بیان کا مطلب ہوتا ہے کہ محکمہ نے جو پالیسی بنائی ہے اُس کا بیان دینا اور اس کا بیان اپوزیشن کیسے دے سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! محکمہ اوقاف کی تحویل میں 542 مزارات کے علاوہ پنجاب کے اندر کوئی پرائیویٹ مزار ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ہیں اُنہیں ہم پرائیویٹ مزار کہتے ہیں اور چونکہ وہ مزارات ہماری تحویل میں نہیں ہیں اس لئے ہمارے پاس اُن کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ اگر محترمہ سمجھتی ہیں کہ ہمیں اُن پرائیویٹ مزاروں کو بھی take over کر لینا چاہئے تو ہمیں اُس کا کوئی طریق کار بنانا پڑے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! take over کرنے کی بات نہیں ہے۔ ہم نے یہ سوال کیا تھا کہ محکمہ اوقاف کے پاس پرائیویٹ مزارات کی بھی معلومات ہونی چاہئیں اور اگر ان کے پاس ان کی معلومات نہیں ہیں تو ان کو straightaway کہہ دینا چاہئے تھا کہ یہ ہمارا سبجیکٹ نہیں ہے اور اگر یہ اُن کا سبجیکٹ ہے تو ان کے پاس معلومات ہونا بہت ضروری ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2011 کے دوران سرکاری مزارات پر سہولیات فراہم کرنے پر کتنے اخراجات ہوئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محترمہ نے سرکاری مزارات کی آمدنی پوچھی تھی توان کو تفصیل دے دی گئی ہے اگر یہ اخراجات کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہیں تواس کے لئے نیا سوال دے دیں ہم انشاءاللہ ان کو ساری تفصیل دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اخراجات کی تفصیل کے لئے fresh question کرلیں، وہ بتادیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرے خیال میں جب میاں محمد نواز شریف صاحب چیف منسٹر تھے تو وہ پنجاب کے مزارات کی آمدن محکمہ اوقاف کو دینا چاہتے تھے جس کے درمیان گدی نشین آ گئے اور یہ معاملہ ایسے ہی رہ گیا لیکن جن پرائیویٹ مزارات پر گلے لگے ہوئے ہیں اگر محکمہ اوقاف وہاں پر خود چیک کرے کہ اُن مزاروں پر کتنی آمدن ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس طرح سے محکمہ اوقاف میں کافی بہتری آسکتی ہے اور حکومت پنجاب کو پیسے بھی مل سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال ملک سیف الملوک کھوکھر صاحب کا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! on his behalf Question No. 8992 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے ملک سیف الملوک کھوکھر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔مسجد گلاب شاہ ولی کی تعمیر بائی لاز کے مطابق نہ کرنے کی تفصیلات

*8292: ملک سیف الملوک کھوکھر: کیا وزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ G-1 جوہر ٹاؤن لاہور میں مسجد گلاب شاہ ولی کی تعمیر جاری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مسجد کو ایل ڈی اے کے بائی لاز کے مطابق تعمیر نہیں کیا جارہا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کوتاہی کے مرتکب اہلکاران وافسران کے خلاف حکومت کیا کارروائی کررہی ہے، اگر کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ G-I جوہر ٹاؤن لاہور میں مسجد گلاب شاہ ولی کی تعمیر جاری ہے۔

(ب) پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ24۔جون1998 اور انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے مطابق محکمہ اوقاف اپنی پراپرٹیز کی تعمیرات کے لئے کسی بھی دوسری ایجنسی کی منظوری لینے سے مستثنیٰ ہے۔

(ج) چونکہ مسجد کی تعمیر محکمانہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہی ہے لہذا محکمہ ہذا کے اہلکاران وافسران کے خلاف انضباطی کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مسجد کو ایل ڈی اے کے بائی لاز کے مطابق تعمیر نہیں کیا جارہا؟ یہ G-1، جوہر ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر کا issue ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ 24۔جون 1998 اور انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے مطابق محکمہ اوقاف اپنی پراپرٹیز کی تعمیرات کے لئے کسی بھی دوسری ایجنسی کی منظوری لینے سے مستثنیٰ ہے۔" انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 کی کون سی clause مستثنیٰ کرتی ہے اور پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ 24۔جون 1998 کی کوئی تفصیل اس جواب میں ہے اور نہ ایوان کی میز پر رکھے ہوئے ریکارڈ میں گزٹ کی کوئی کاپی ہے۔ ایل ڈی اے لاہور شہر کے اندر under controlled areas میں exclusive تعمیرات کی اجازت دیتی ہے اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے علاقہ میں سٹی ڈسٹرکٹ اجازت دیتی ہے تو وزیر موصوف یہ وضاحت فرمادیں کہ یہ نوٹیفکیشن نقشہ کی منظوری سے کس طرح مستثنیٰ کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ ہم کسی کے تابع نہیں ہیں، اوقاف independent ادارہ ہے اور اپنے قواعد و ضوابط رکھتا ہے تو اس لئے ہم وہ مسجد اپنے ہی قاعدہ و قانون کے مطابق بنارہے ہیں، اس کے لئے ہمیں کسی ادارے سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جب ایک جگہ ایل ڈی اے کے under control ہے تو وہاں پر آپ ایل ڈی اے کی approval کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اس کو آپ تھوڑا سا clarify کرالیں اور 1998 کے نوٹیفکیشن کو دوبارہ go through کریں۔ آپ بات صحیح کر رہے ہوں گے لیکن آپ اُن سے دوبارہ clarification لے لیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ایل ڈی اے کی کالونی ضرور ہے لیکن یہ رقبہ اور زمین ہماری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زمین تو آپ ہی کی ہو گی جو بندہ زمین خرید تا ہے وہ مالک ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات نہیں ہے۔ آپ اس کے اوپر clarification لے لیں اور دوبارہ یہاں بتایئے گا۔

محترمہ سمیل کامران: جناب سپیکر!میں معزز وزیر صاحب کی information کے لئے بتانا چاہتی ہوں کہ جس طرح جوہر ٹاؤن ایل ڈی اے کی آبادی ہے اسی طرح جوبلی ٹاؤن بھی ایل ڈی اے ہی کے underآتا ہے۔وزیر صاحب کے کہنے کے مطابق قوانین ہر جگہ پر مختلف ہوتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔ جوبلی ٹاؤن میں پچھلے پانچ سال سے ایک مسجد بنانے کے لئے کوشش کی جاری رہی ہے وہاں کے لوگوں کو کبھی اوقاف کی طرف بھیج دیا جاتا ہے اور کبھی ڈی سی او یعنی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔انہوں نے جو بھی قوانین بنانے ہیں وہ بنائیں۔یہ ایک اسلامی ریاست ہےat least مسجد کے لئے تو قوانین بڑے واضح ہونے چاہئیں۔اگر لوگوں نے اس کے لئے اجازت لینی ہے یا این او سی لینا ہے تو اس کا طریق کار کیا ہے؟ محکمہ اوقاف کہتا ہے کہ ہم خود مختار ہیں لیکن جب ان کے پاس کوئی approval کے لئے جاتا ہے تو وہ اس کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ اوقاف کے پاس چلے جائیں تو خدارا یہ مسلمانوں کے حال پر رحم کریں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!آپ اس کو clarify کرائیے گا۔ اگلا سوال بھی ملک سیف الملوک کھوکھر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!on his behalf Question No. 8293 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے ملک سیف الملوک کھوکھر کے ایما پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔مسجد گلاب شاہ ولی کی مصدقہ نقول کی فراہمی کی تفصیلات

***8293: ملک سیف الملوک کھوکھر:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ G-1 جوہر ٹاؤن لاہور کے ایک رہائشی نے 2۔دسمبر 2010 کو ایک درخواست بعنوان فراہمی مصدقہ نقول دستاویزات متعلقہ جامع مسجد گلاب شاہ ولی جناب چیف ایڈمنسٹریٹر / سیکرٹری مذہبی امور و اوقاف پنجاب کو پیش کی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس درخواست کی روشنی میں متعلقہ معلومات بعوض فیس یا بغیر فیس محکمہ کی جانب سے درخواست گزار کو فراہم کر دی گئی ہیں؟

(ج) اگر درج بالا جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ معلومات کب فراہم کی گئی ہیں مکمل ثبوت کے ساتھ ایوان کو آگاہ فرمایا جائے، اگر جواب نفی میں ہے تو معلومات فراہم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) اگر معلومات فراہم کرنے کا ارادہ ہے تو کب تک معلومات درخواست گزار کو فراہم کر دی جائیں گی؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ہاں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) درخواست دہندہ کا، درخواست گزارنے کے بعد دفتر میں مطلوبہ دستاویزات کے حصول کے لئے دفتر ہذا سے رابطہ نہ ہے۔

(د) سرکاری قواعد کے مطابق ہی مطلوبہ نقول کی فراہمی ممکن ہو گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ ایک رہائشی شخص محمد افتخار نے مصدقہ نقول کی فراہمی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جو پوچھا گیا ہے وہ تو سب کو پتا ہے۔ آپ پوچھنا کیا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے اگر میں یہ بات پڑھ رہی ہوں تو اس کی کوئی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد افتخار کی درخواست میرے ہاتھ میں ہے جو اس نے خصوصی طور پر ان grounds پر ایک مسجد کے بارے میں دی تھی جہاں پر لوگ سربسجود ہوتے ہیں اس مسجد کی تعمیر ہنگامی بنیادوں پر کی گئی جس میں بہت سے نقائص اور کمزوریاں سامنے آئیں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس کے لئے اس شخص نے مصدقہ نقول مانگی تھیں جس میں سریے اور زلزلے سے محفوظ کرنے کے سرٹیفکیٹ کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ اس کے بار بار چکر لگانے کے باوجود محکمہ نے اس کو یہ چیزیں فراہم نہیں کیں۔ میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ وہ شخص دوبارہ ان نقول کو لینے کے لئے آیا ہی نہیں، اول تو یہ ہے کہ وہ شخص کوئی بیس چکر لگا چکا ہے اگر محکمہ کی بات مان ہی لی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال سیف الملوک کھوکھر صاحب کا ہے۔ کیا آپ کو پتا ہے کہ وہ بندہ بیس چکر لگا چکا ہے اور کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ بات میرے علم میں ہے میرے پاس اس بندے کی درخواست موجود ہے۔ اگر یہ مان ہی لیا جائے کہ محکمہ نے جواب جو دیا ہے وہ صحیح دیا ہے تو کیا محکمہ کا فرض نہیں تھا کہ مسجد کا اتنا اہم معاملہ جس میں تحفظ کی ضمانت کا ذکر تھا تو محکمہ اس شخص کو بلا کر تمام مصدقہ نقول فراہم کر دیتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جواب بالکل واضح لکھا ہوا ہے۔ اگر میری بہن اس آدمی کو جانتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور وہ چکر لگانے کے باوجود نقول حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تو میں آپ کے توسط سے اپنی بہن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بندے کو میرے پاس بھیجیں انشاء اللہ اس سے اگلے دن اسے جو چیز چاہئے ہو گی میں فراہم کرا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ بات on the floor of the House ہوئی ہے اس لئے کل آپ محکمہ سے تمام مصدقہ نقول منگوا کر یہاں ان کے حوالے کیجئے گا۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ مسجد کا معاملہ ہے کوئی اس طرح کی کمیٹی بنائیں کہ اگر واقعی اس میں اہل محلہ کے خیال کے مطابق نقائص ہیں تو وہاں ان نقائص کو دور کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب منسٹر صاحب آپ کو مصدقہ نقول دے دیں گے تو پھر ان کو دیکھ کر آپ بات کیجئے گا۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf Question No.9084 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ کی زرعی اراضی کی تفصیلات

*9084: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی کس کس جگہ ہے، تفصیل موضع وار بتائیں؟

(ب) اس اراضی سے حکومت کو سال09۔2008،10۔2009اور11۔2010کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) یہ اراضی کب کس کس کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی تھی؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) کتنی اراضی بنجر اور غیر آباد کہاں کہاں ہے؟

(و) حکومت کی اس اراضی کی نگرانی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ز) حکومت ناجائز قابضین سے اراضی کب تک واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی کی فہرست برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی سے سال 09۔2008میں مبلغ ۔/33,70,160روپے، سال 10۔2009میں مبلغ ۔/40,64,360روپے اور سال 11۔2010میں مبلغ۔/69,29,785روپے آمدن ہوئی جس کی تفصیل برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں زرعی اراضی برائے سال 09۔2008،10۔2009اور 11۔2010 کے لئے جن افراد کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ان کی تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ناجائز قابضین کی فہرست برفلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کل اراضی 141کنال ملحقہ دربار حضرت مٹھہ معصوم چک نمبر 50شمالی سرگودھا بنجر ہے یہ رقبہ سات سالہ ٹیوب ویل سکیم کے تحت پٹا پر ہے۔

(و) اس اراضی کی نگرانی کے لئے پانچ ملازمین کام کر رہے ہیں جس کی تفصیل برفلیگ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) جوڈیشل اور محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں ان سے پوچھا گیا تھا کہ اس اراضی سے حکومت کو سال 09-2008، 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟ اگر وزیر موصوف صاحب اس کی تفصیل دیکھیں اس میں سیریل نمبر 10 پر وقف اراضی اور دینی مذہبیہ کوٹلہ رحمٰن کی 09-2008 کی آمدن بتائی گئی ہے، 10-2009 کی بھی بتائی گئی ہے اور 11-2010 کی آمدن کی جگہ پر dots لگائے گئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ اوقاف میں dots کا مطلب کیا ہے؟ کیا 11-2010 میں یہاں کوئی آمدن نہیں ہوئی، اگر نہیں ہوئی تو کیوں نہیں ہوئی اس کی وجہ مجھے بتادیں اور اگر آمدن misuse ہوئی ہے تو تب بھی مجھے بتادیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! واقعی ان کی بات درست ہے محکمہ نے dots لگائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آمدن میں شاید کوئی litigation ہے میں اس کی تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا کوئی litigation یا stay ہوا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے یہ توقع کرتی ہوں although ان پر بہت سی وزارتوں کا بوجھ ہے لیکن on the floor of the House ان کو سمجھتا ہوں "یا شاید" والا مبہم جواب نہیں دینا چاہئے۔ اگر litigation ہے تو ہے، نہیں ہے تو نہیں ہے۔ یہ categorically بتائیں کہ کیا وہاں پر litigation ہے، کیا وہاں پر لیز پر اراضی نہیں دی گئی اور کیا یہ دو مختلف چیزیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے ان کی شاید میں جو بات سمجھ آئی ہے وہ litigation ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی بات کو مانتا ہوں کہ اس میں واقعی clear cut تفصیل نہیں ہے۔ میں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی ایک بات ہے کہ انہوں نے straight بات کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ یہ اراضی کب اور کس کس کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی تھی؟ اس کی تفصیل کے سیریل نمبر 2، 3 اور 4 پر محمد رفیق ولد اسلام دین ہے۔ اسی طرح سیریل نمبر 10 پر وقف اراضی امور دینی مذہبیہ کوٹلہ رحمٰن جس کا میں نے پہلے بھی پوچھا تھا یہاں اس کا

زر پٹا11-2010 میں dots لگے ہوئے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ نیلام ہی نہ ہوا ہے اس کا current status کیا ہے ؟اسی میں سیریل نمبر13،14اور15 پر ربنواز ولد محمد قاسم کا نام ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ لیز اور پٹا ایک سال کے لئے ہوتا ہے کیا بات ہے کہ یہاں پر کسی اور نے apply ہی نہیں کیا کہ ایک ہی بندے کو تین تین مزاروں کا پٹا دیا ہوا ہے۔ اس کے لئے ان کی کیا پالیسی ہے ؟منسٹر صاحب ساتھ ہی مجھے یہ بتا دیں کہ جز(د) میں انہوں نے مانا ہے کہ تین کنال زمین پر قبضہ ہے میں اس کا کیا مطلب لوں کیونکہ یہاں پر تمام محکموں کے سوالات آتے ہیں اور بڑے فخر سے یہ مانا جاتا ہے کہ ہاں good governance کے باوجود صوبہ پنجاب میں اتنے کنال اراضی ناجائز قابضین کے پاس ہے۔ یہ سوال محکمہ سے مارچ2011 میں پوچھا گیا تھا اور اس کا جواب 21۔جنوری2012 کو آیا ہے۔ میں اس کو گورنمنٹ کا failure تصور کروں کہ یہ اس پوزیشن میں نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پہلے ان کا جواب سن لیں پھر تصور کیجئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں دوبارہ پوچھ لوں گی۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری بہن نے جو پوچھا ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کیونکہ وہاں ایک کمیٹی ہے جو auction کرتی ہے اس لئے ایک آدمی دس جگہ ٹھیکہ یا پٹا پر لے لے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے اور دس یا بیس آدمی ایک جگہ auction میں آ جائیں تو ہم ان کو بھی نہیں روک سکتے۔ اس کی auction میں bid زیادہ ہو گی اس لئے اس نے پٹا یا ٹھیکہ لے لیا۔ اس کے علاوہ یہ کوئی اور معلومات چاہتی ہیں تو یہ میری بہن ہیں یہ مجھے کہیں تو میں انشاء اللہ ان کو معلومات فراہم کر دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ یہ میرے بھائی ہیں اور میں ان کی بہن ہوں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے لیکن جب اس House میں یہ جواب دینے کے لئے آتے ہیں تو یہ منسٹر ہوتے ہیں اور میں اس House کی ممبر ہوتی ہوں۔ میں نے ان سے یہ بھی پوچھا تھا کہ ایک جگہ جو نیلام نہیں ہوئی تو اس کی نیلامی کیوں نہیں کی گئی اور وہاں پر جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کا یہ کام تھا انہوں نے اپنے فرائض سرانجام کیوں نہیں دیئے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں کہ آمدنی پر dots لگے ہوئے ہیں، میرے خیال میں یہ بھی litigation کا issue لگ رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کا خیال محکمہ کا خیال تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے اپنے خیال کا اظہار کیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ جز (د) دیکھیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا بہت بڑا failure ہے کہ جب ہر محکمہ کے جوابات دیئے جاتے ہیں تو ہمیں یہاں کنالوں میں اراضی بتائی جاتی ہے کہ وہاں پر ناجائز قابضین بیٹھے ہیں۔ یہ سرکار کی جگہ ہے اور اس وقت صوبہ میں good governance ہے اس کے باوجود اتنے کنال زمین پر قبضہ ہے۔ کیا سرکار اتنی بے بس ہے کہ وہ اپنی زمین اور اپنا حق واگزار نہیں کرا سکتی؟ اگر نہیں کرا سکتی تو یہ بھی اپوزیشن کو بتا دیں ہم یہ بھی کرا دیں گے لیکن کیا یہ محکمہ اور گورنمنٹ کا failure نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہوں نے پہلے بات کی ہے کہ litigation ہے اور جب تک وہ litigation ختم نہیں ہو گی اس وقت تک حکومت کچھ نہیں کر سکتی۔ ان کو چاہئے کہ litigation کو ختم کرائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے بارے میں تو منسٹر صاحب نے بالکل یہ نہیں کہا کہ اس قبضے کی بھی litigation ہے۔ اگر قبضے کی بھی litigation ہے تو ابھی کچھ دن پہلے چند سوالات پر کسی دوسرے منسٹر صاحب نے reply کیا۔ انہوں نے ہمیں تفصیلات بتائی ہیں کہ موٹی موٹی رقوم جو حکومت پنجاب مختلف Lawyers کو pay کرتی رہی ہے۔ ان وکیلوں کو hire کرنے کا کیا فائدہ ہے اور کیا لوگوں کو oblige کرنے کے لئے وکیل رکھے جاتے ہیں کیونکہ قبضہ تو ہم چھڑا نہیں پا رہے؟ قبضے ویسے کے ویسے ہی قائم رہیں گے اور یہ تب تک قائم رہیں گے جب تک یہ حکومت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے اور اب وقفہ سوالات بھی ختم ہونے والا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 9228 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ دربار حضرت داتا صاحب پر ٹھیکیدار کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*9228: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ دو سالوں میں مزار حضرت داتا علی ہجویری لاہور کی جوتیاں رکھنے والی جگہ کو کتنے ٹھیکہ پر دیا گیا نیز فی جوڑا جو قیمت مقرر کی گئی وہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار پر ٹھیکیدار کے آدمی زائرین سے من مانی قیمت وصول کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر اوقات زائرین اور ٹھیکیداروں میں بحث وتکرار ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نوبت جھگڑے تک پہنچتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اوور چارجنگ کرنے والے ٹھیکیدار اور عملے کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) 10-2009 کے لئے دربار حضرت داتا علی ہجویری لاہور کے حفاظت پاپوش کی نیلامی کا ٹھیکہ مورخہ 09-08-20 کو ہوا۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 09-08-25 تا 10-06-30 (10 ماہ 7 یوم) کے لئے تھا۔ اس ٹھیکہ سے محکمے کو -/1,45,00,000 روپے آمدنی ہوئی۔

سال 11-2010 کے لئے دربار حضرت داتا علی ہجویری لاہور کے حفاظت پاپوش کے ٹھیکے کی نیلامی مورخہ 10-04-13 کو ہوئی۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 10-07-01 تا 11-06-30 (ایک سال) کے لئے تھا۔

عرصہ ایک سال (مورخہ 10-07-01 تا 11-06-30) کے لئے سب سے زیادہ بولی مسمی عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید نے مبلغ -/1,77,50,000 روپے دی لہذا حسب ضابطہ داتا دربار کا حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید کو دیا گیا۔

تاہم ٹھیکیدار عابد حسین ڈوگر کی جانب سے اقساط زر کی عدم ادائیگی کے باعث جناب سیکرٹری / چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے مورخہ 17۔جنوری 2011 کو یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا اور محکمے نے حفاظت پاپوش کا انتظام خود سنبھال لیا۔ چنانچہ سال 11-2010 کے ٹھیکے سے مورخہ 10-07-01 تا 11-01-17 (6 ماہ 16 یوم) کے دوران محکمے نے ٹھیکیدار سے مبلغ -/59,16,667 روپے وصول کئے جبکہ بقایا رقم -/38,78,254 روپے مذکورہ ٹھیکیدار سے وصول کرنے کے لئے مال گزاری ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

حفاظت پاپوش کے لئے منظور شدہ اجرت مبلغ -/2 روپے فی جوڑا مقرر ہے۔

(ب) زائرین سے زائد وصولی اجرت پاپوش کو مؤثر طور پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ہر گیٹ پر گارڈز تعینات کئے گئے ہیں جو اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار کے کارندوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو حفاظت پاپوش پر مامور ہیں اور وہ اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ نہ تو کوئی

بورڈ الٹار کھا گیا ہو یا پھر اسے کپڑا ڈال کر چھپایا گیا ہو جس پر حفاظت پاپوش کی اجرتی قیمت درج ہوتی ہے۔ جہاں تک ٹھیکیدار کے کارندوں کا تعلق ہے تو وہ زائد اجرت وصول کرنے کے لئے بہر حال اپنے حربے استعمال کرتے ہیں تاہم اس مسئلہ کے سدباب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کرائے جاتے ہیں بلکہ جابجا بورڈ بھی آویزاں کئے گئے ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ حفاظت پاپوش کی اجرت مبلغ۔/2روپے فی جوڑا ہے۔ زائد اجرت ہرگز ادا نہ کریں۔ شکایت کی صورت میں ایڈمنسٹریٹر اور مینجر داتا دربار کے دفاتر سے رجوع کریں۔ اس مقصد کے لئے ایڈمنسٹریٹر اور مینجر اوقاف داتا دربار کے ٹیلی فون نمبر بھی ان بورڈ پر درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں مینجر ز کی ڈیوٹی تین شفٹوں میں مسلسل 24 گھنٹے ہوتی ہے اور ہر مینجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم 3 مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔ ٹھیکیدار کے کارندوں کی جانب سے حفاظت پاپوش کی زائد وصولی اجرت کی شکایت پر حسب ضابطہ بلحاظ نوعیت فی شکایت مبلغ۔/1000 روپے سے۔/2000روپے تک جرمانہ کیا جاتا ہے۔

تاہم 17۔جنوری 2011 کو سیکرٹری / چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے عدم ادائیگی زر ٹھیکہ کی وجہ سے یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا بعد ازاں محکمہ نے حفاظت پاپوش کا انتظام محکمانہ طور پر کیا۔ اس دوران زائرین سے مقررہ اجرت۔/2روپے فی جوڑا ہی وصول کیا گیا اور اس بابت کوئی شکایت موصول ہوئی اور نہ ہی کسی کی بحث وتکرار و جھگڑا ہوا۔

(ج) جواب جز(ب) میں تفصیل سے دیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں منسٹر صاحب کے محکمہ نے جواب جو دیا ہے اس سے زیادہ سیاسی جواب میری نظر میں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ overcharging کو کنٹرول کرنے کے لئے سکیورٹی گارڈ بھرتی کر لیا گیا ہے اور وہاں پر بورڈ بھی لگا دیا ہے لیکن ساتھ یہ سپیکر سے اعلان بھی کراتے ہیں۔ میں دوسرے والے سپیکر کا نام لے رہی ہوں یعنی سپیکر سے اعلانات بھی کراتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو آپ لاؤڈ سپیکر کہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ محکمہ نے لکھا ہے اور میں نے اس لئے وضاحت کی ہے کہ کہیں کوئی غلط مطلب نہ لے لیا جائے۔ان کا محکمہ بہت محنت کر رہا ہے جس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ پاپوش کی وصولی اجرت کے لئے مؤثر انتظام کرتے ہوئے دروازوں پر گارڈ بھی تعینات کر دیئے ہیں جن کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی کے ساتھ ٹھیکیداروں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔اس کے بعد یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے بورڈ بھی الٹا کر کے رکھا ہوا ہے جس کے اوپر چادر ڈال کر ڈھانپا بھی نہیں جاتا۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم لاؤڈ سپیکر پر اعلانات بھی کرواتے ہیں۔مزید محکمہ کہتا ہے کہ ایڈ منسٹریٹر اور مینجر داتا دربار کے دفتر اور ٹیلی فون بھی موجود ہیں اور ان کو سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ داخلی دروازوں کا کم از کم تین مرتبہ تفصیلی معائنہ بھی کرائیں۔اس کے باوجود منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ لوگ ایسا کرنے سے باز نہیں آتے تو میں کیا کروں؟ محکمہ تو خود ہی اپنی بات کی نفی کر رہا ہے، اگر محکمہ کو خود ہی نہیں پتا کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے تو مجھے بھی بتا دیا جائے کیونکہ جس جگہ کے متعلق میں سوال کر رہی ہوں یہ داتا دربار حضرت علی ہجویریؒ لاہور کے بارے میں ہے۔اس مزار کے بارے میں مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں کہ وہاں پر مامور کئے جانے والے سکیورٹی گارڈز کو یہ بھی نہیں پتا ہوتا کہ ایک سیکنڈ پہلے وہاں سے کون گزرا ہے کیونکہ وہاں پر زائرین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر وہ لوگوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر جوتیوں کو کیسے look after کریں گے؟ وزیر صاحب مجھے بتائیں کہ ان کے محکمہ کی طرف سے دیئے گئے دونوں جواب جو ایک ہی جز میں دیئے گئے ہیں اُن میں کیا سچ اور کیا جھوٹ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہماری طرف سے پوری سکیورٹی مہیا کی گئی ہے اور وہ check بھی رکھتے ہیں لیکن میں ان کی بات کی تائید کروں گا کہ وہ کہیں نہ کہیں ہیرا پھیری ضرور کرتے ہیں اور جونہی کوئی پکڑا جاتا ہے یا کسی کی شکایت آتی ہے تو پھر ان کو ایک سے دو ہزار روپے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ وہ سو فیصد درست ہیں اور ولی اللہ ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ جہاں ان کا داؤ لگ جائے وہ کچھ نہ کچھ چکر چلاتے ہیں لیکن جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر انہیں سزا بھی دی جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہوتا تو یہی ہے کہ جو پکڑا جائے وہی چور ہے لیکن میں نے سکیورٹی کی بات نہیں کی تھی۔ منسٹر صاحب اگر سوال اور جواب پڑھ لیں تو انہیں پتا چلے۔ میں نے پاپوش کی وصولی اجرت کے سلسلے میں overcharging کے بارے میں بات کی تھی بہر حال میں آپ کے ذریعے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا سکیورٹی گارڈ کا کام overcharging کو روکنا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! سکیورٹی گارڈز کا کام overcharging کو روکنا نہیں ہے لیکن احتیاطی تدابیر کے طور پر ہم نے انہیں ہدایت کی ہے کہ اس طرف بھی نگاہ رکھیں تاکہ ان معاملات میں کمی آسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ double check رکھ رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں categorically جواب نہیں دیا گیا کہ اس کو روکنا کس کا کام ہے؟ کیا لاوڈ سپیکر پر اعلان کرنا، وہاں پر بورڈ لگا دینا اور اس پر چادر ڈال کر الٹا کر دینا کوئی احتیاطی تدابیر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہوں نے بتایا ہے کہ جب شکایات زیادہ آئیں تو ٹھیکہ منسوخ کر دیا اور اب سسٹم محکمہ خود بہتر چلا رہا ہے اور یہ انہوں نے جواب میں mention کیا ہوا ہے۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: He should explain himself.

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آج آپ اچھی چادر پہن کر آئے ہیں۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Mr. Speaker! I can gift you.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: ڈاکٹر سامیہ کہتی ہیں کہ اس چادر پر میری نظر ہے تو whom I have to gift?

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہم House کے باہر decide کر لیں گے۔ اب میرے خیال میں وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ابھی ٹائم ہے۔ میرا آخری ضمنی سوال لے لیا جائے تاکہ dispose of ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! ویسے اس کے بغیر بھی dispose of ہو جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: .I am grateful جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ سال 2010-11 کے لئے دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کے حفاظتی پاپوش کے ٹھیکہ کی نیلامی مورخہ 13-04-10 کو ہوئی۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 01-07-10 تا 30-06-11 ایک سال کے لئے تھا۔ عرصہ ایک سال کے لئے سب سے زیادہ بولی مسمی عابد حسین ڈوگر کی مبلغ ایک کروڑ 77 لاکھ 50 ہزار روپے تھی۔ اس کے بعد اقساطِ زر کی عدم ادائیگی کے باعث ٹھیکہ منسوخ کر دیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا صرف

منسوخی کافی تھی یعنی جس عرصہ کے دوران اس نے لوگوں سے پیسا وصول کیا مگر جمع نہیں کرایا تو عدم ادائیگی پر اس کے خلاف کیا ایف آئی آر درج نہیں ہونی چاہئے تھیں اور کیا اس سے recovery measures نہیں لینے چاہیئں تھیں؟ منسٹر صاحب اس حوالے سے House کو apprise کریں کہ عابد حسین ڈوگر کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! اس میں لکھا ہوا ہے کہ مال گزاری ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! صرف یہ کہہ دینا کہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ اس ٹھیکیدار کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر ڈی سی او صاحب کو لکھ دیا گیا ہے اور وہ اس پر کارروائی کر رہے ہیں۔ چونکہ ضلعی انتظامیہ اس کی مجاز ہے وہ انشاء اللہ ہمیں recovery کر کے دے گی۔ اس کے علاوہ اس کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو pursue کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جو لیٹر ڈی سی او کو لکھا ہے کیا وزیر موصوف اس کی کاپی یہاں پیش کر سکیں گے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس کی کاپی پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! وہ پیش کر دیں گے۔ اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع قصور۔محکمہ کے زیر انتظام دربار و مساجد اور ان کی دیکھ بھال کی تفصیلات

*8909: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے زیر انتظام کتنے دربار و مساجد ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد سے سال 10۔2009 اور 11۔2010 میں ہونے والی آمدن و اخراجات سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ان درباروں اور مساجد کی مرمت و دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان درباروں سے ملحقہ زرعی اراضی کتنی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 12 مزارات اور 5 مساجد ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں محکمہ کے زیر انتظام مزارات اور مساجد کی آمدن و اخراجات سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد کی تعمیر و مرمت پر ان دو سالوں میں کوئی خرچہ نہ ہوا البتہ مزارات پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	دربار حضرت بابا پنے شاہ بھیلا روشن قصور	25,38,464/۔روپے
2	تعمیر نو دربار حضرت بابا بگو شاہ قصور	36,26,731/۔روپے
3	ترقیاتی کام دربار حضرت بابا بلھے شاہ قصور	33,06,092/۔روپے
	میزان	94,71,287/۔روپے

(د) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مزارات سے ملحقہ زرعی اراضی 1318 کنال 06 مرلے ہے جس کی تفصیل بر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کے دیہات کی مساجد میں نماز پڑھانے والے مولوی حضرات کی تفصیلات

*9290: محترمہ فوزیہ بہرام: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے اکثر دیہات کی مساجد میں زیادہ تر امام و مولوی حضرات ان پڑھ ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب ان مولوی حضرات کے لئے کوئی تعلیمی معیار مقرر کرنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ مذہبی امور اوقاف پنجاب کی زیر تحویل مساجد میں تعینات آئمہ خطباً کی تقرری باقاعدہ بھرتی پراسیس کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہے دوران بھرتی محکمانہ قواعد و ضوابط میں مقررہ شدہ تعلیمی استعداد کے تحت آئمہ وخطباء کے لئے کوئی rules نہ ہیں بایں وجہ غیر اوقاف مساجد میں تعینات آئمہ وخطباء کی تعلیمی استعداد کا جائزہ لینا محکمانہ دائرہ کار میں نہ آتا ہے۔

(ب) محکمہ مذہبی امور واوقاف پنجاب کی زیر تحویل مساجد میں آئمہ وخطباء کو تعینات کرنے کے لئے باقاعدہ Rules مرتب شدہ ہیں جو کہ حسب ذیل ہے:۔

1۔ نائب خطیب امام سکیل نمبر 7

(i) شہادۃ العالمیہ / وفاق المدارس / تنظیم المدارس یا ایم اے اسلامیات و عربی (مستند یونیورسٹی سے) یا درس نظامی + فاضل عربی

(ii) سند تجوید و قرآت وفاق / تنظیم

ترجیح

(i) حافظ قرآن (ii) شادی شدہ

مؤذن خادم

حافظ القران (وفاق تنظیم المدارس)

کوالیفائیڈ قاری قرآن

اسلامی عبادات کے بنیادی علوم سے واقفیت

خوش الحان

ترجیحات

درجہ متوسط (وفاق تنظیم المدارس)

جبکہ غیر اوقاف مساجد کے لئے مقامی پرائیویٹ کمیٹیاں خطباء وغیرہ کی اہلیت کا فیصلہ اپنی سطح پر کرتی ہیں۔

صوبہ میں سرکاری و پرائیویٹ مساجد میں مؤذن، خطیب، امام کی تعیناتی کے طریق کار کی تفصیلات

*9319: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں سرکاری و پرائیویٹ مساجد میں مؤذن، خطیب اور امام تعینات کرنے کا کوئی خاص طریق کار ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان افراد کو کسی خاص سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کون سے سرٹیفکیٹ ضروری ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) اوقاف آرگنائزیشن محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب کے زیر تحویل مساجد میں خطیب امام اور مؤذنین خدام کے لئے باقاعدہ طریق کار موجود ہے خالی اسامیوں پر تعیناتی کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ مشتہر شدہ اسامیوں کے مجاز میرٹ پر بھرتیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اس وقت عمل مساجد کے قواعد ملازمت مجریہ 2004 نافذ العمل ہیں جس میں خطیب امام اور مؤذن خادم کے لئے باقاعدہ طور پر تعلیمی استعداد مقرر ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے تقرریاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ قواعد کی عکسی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! ان افراد کا تنظیم المدارس / وفاق المدارس وغیرہ سے ملحقہ مدارس سے فارغ التحصیل ہونا ضروری ہوتا ہے۔

(ج) عملہ مساجد کے قواعد ملازمت مجریہ 2004 میں خطیب، امام اور مؤذن کے لئے درج ذیل تعلیمی استعداد مقرر ہے۔

1۔ نائب خطیب امام سکیل نمبر 7

(i) شہادۃ العالمیہ / وفاق المدارس / تنظیم المدارس یا ایم اے اسلامیات و عربی (مستند یونیورسٹی سے) یا درس نظامی + فاضل عربی

(ii) سند تجوید و قرآت وفاق / تنظیم

ترجیح

(i) حافظ قرآن (ii) شادی شدہ

مؤذن خادم

(i) حافظ قاری (ii) مستند قاری

(iii) اسلامی عبادات کے بنیادی علوم سے واقفیت

(iv) خوش الحان

ترجیحات

درجہ متوسط (وفاق تنظیم المدارس)

لاہور۔داتا دربار پر کام کرنے والے ملازمین کی تفصیلات

*9575: **محترمہ ساجدہ میر**: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) داتا دربار میں اس وقت کتنے ملازم کس کس گریڈ کے کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس کی سکیورٹی کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس کی سکیورٹی میں کتنی خواتین شامل ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس دربار میں اکثر فراڈیئے سرکاری ملازمین کے ساتھ مل کر زائرین کو لوٹتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان فراڈیئے افراد نے سرکاری ملازمین کی وردیاں اور جعلی سرکاری کارڈ بنوائے ہوئے ہیں؟

(و) کیا حکومت اس دربار پر تعینات سرکاری ملازمین کی سکریننگ کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش میں گریڈ وار ملازمین کی تعداد حسب ذیل ہے۔

گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	ملازمین
18	2	2
17	3	2
16	3	3
14	1	1

12	2	1
11	4	3
09	6	5
07	2	2
05	14	12
03	2	2
02	22	20
کل	61	53

(ب) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں سکیورٹی کے جملہ انتظامات کے لئے 486ملازمین ڈیوٹی پر مامور ہیں جو تین شفٹوں میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(1) عملہ سکیورٹی داتا دربار	70(بشمول لیڈی سکیورٹی گارڈز)
(2) عملہ سیفٹی اینڈ سکیورٹی	72(بشمول لیڈی سکیورٹی گارڈز)
(3) عملہ پی سی(پولیس)	14
(4) عملہ ڈسٹرکٹ پولیس	330(بشمول لیڈی پولیس)
(5) عملہ سپیشل برانچ	2

نیز بروز جمعرات و جمعتہ المبارک اضافی نفری مامور کی جاتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	گاڑی ایلیٹ فورس	01
2	ریزرو پولیس	25

(ج) عملہ سکیورٹی میں شامل خواتین کی تعداد درج ذیل ہے:۔

(1) عملہ سکیورٹی محکمہ اوقاف	07
(2) عملہ سیفٹی اینڈ سکیورٹی	12
(3) عملہ ڈسٹرکٹ پولیس	21
(4) عملہ سپیشل برانچ	01
کل تعداد	41

(د) درست نہ ہے۔ دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں تعینات عملہ سکیورٹی و پولیس سکیورٹی ڈیوٹی کے ساتھ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بھی کنٹرول کرتا ہے اور شر پسند عناصر پر بڑی نگاہ رکھتا ہے۔

(ہ) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں کسی بھی غیر سرکاری فرد کو سرکاری وردی پہننے یا سرکاری کارڈ بنوانے کی قطعاً اجازت نہ ہے۔ دربار شریف پر مامور پولیس نفری و عملہ محکمہ اوقاف بدعنوان عناصر پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ تاحال ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہے۔

(و) دربار حضرت داتا گنج بخش میں مورخہ یکم جولائی2010 کو تعینات سرکاری ملازمین کی مکمل سکریننگ بذریعہ سپیشل برانچ پہلے ہی کرائی جاچکی ہے۔سرکاری ملازمین کی سکریننگ کے حوالے سے حکومت کی ہدایت پر کسی بھی وقت سکریننگ کرائی جاسکتی ہے۔

داتادربارلاہور کی آمدن واخراجات ودیگر تفصیلات

*9576: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دربار داتاصاحب لاہور کی سال10۔2009 اور11۔2010 کی آمدن اوراخراجات بتائیں آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ب) دربار ہذا میں جوتوں کی نیلامی سے کتنی آمدن ان سالوں کے دوران ہوئی، یہ نیلامی کب ہوئی اوراس کی نگرانی کس سرکاری ملازم نے کی، کس کس پارٹی نے اس میں حصہ لیا، یہ ٹھیکہ کس کس پارٹی کو دیا گیا؟

(ج) ٹھیکیدار فی جوڑا کتنے روپے وصول کرنے کے مجاز ہیں کیا یہ اتنی رقم ہی زائرین سے وصول کر رہے ہیں؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کی آمدن واخراجات درج ذیل ہیں:۔

سال	آمدن	اخراجات
2009۔10	19,50,33,284/-روپے	4,39,86,825/-روپے
2010۔11	15,51,14,707/-روپے	4,59,45,540/-روپے

دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کے ذرائع آمدن درج ذیل ہیں:۔

(1)	کرایہ	(2)	کیش بکس
(3)	حفاظت پاپوش	(4)	زرپٹا
(5)	متفرق	(6)	فیس منتقلی کرایہ داری

(ب) 10۔2009 کے لئے دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کے حفاظت پاپوش کی نیلامی کا ٹھیکہ مورخہ 09۔08۔20 کو ہوا۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 09۔08۔25تا10۔06۔30 (10ماہ7یوم) کے لئے تھا۔اس ٹھیکہ سے محکمے کو 1,45,00,000/-روپے آمدنی ہوئی۔اس ٹھیکہ کی نیلامی درج ذیل افراد کی نگرانی میں ہوئی:۔

(1) ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ دوئم اوقاف

(2) زونل ناظم اوقاف داتادربار

(3) مینجر اوقاف داتادربارلاہور

(4) نمائندہ ضلعی ناظم

اس نیلامی میں درج ذیل پارٹیوں نے مبلغ۔/8,00,000روپے زرضمانت جمع کرا کر حسب ضابطہ حصہ لیا۔

(1)	چودھری اشفاق علی	(2)	محمد اشفاق
(3)	سید ظفر عباس	(4)	محمد اشرف گوندل
(5)	محمد اسماعیل	(6)	محمد رمضان
(7)	چودھری اعجاز علی	(8)	چودھری مختار احمد
(9)	محمد اصغر	(10)	عبدالطیف
(11)	میاں حامد محمود	(12)	محمد کاشف
(13)	محمد قدیر	(14)	غلام محمد
(15)	محمد صفدر	(16)	محمد منشاء
(17)	حاجی محمد اسلم	(18)	میاں محمد صادق
(19)	شوکت خان	(20)	محمد عظیم
(21)	سرفراز احمد خان		

(22) شاہد محمود عرصہ 10ماہ 7یوم(مورخہ09۔08۔25تا10۔06۔30)کے لئے سب سے زیادہ بولی چودھری مختار احمد ولد بشیر احمد نے مبلغ۔/1,45,00,000روپے دی لہذا حسب ضابطہ داتادربار کا حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ چودھری مختار احمد ولد بشیر احمد کو دیا گیا۔

سال 11۔2010 کے لئے دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کی حفاظت پاپوش کے ٹھیکے کی نیلامی مورخہ10۔04۔13کو ہوئی۔یہ ٹھیکہ مورخہ10۔07۔01تا11۔06۔30(ایک سال) کے لئے تھا۔اس ٹھیکے کی نیلامی درج ذیل سرکاری افسروں کی نگرانی میں ہوئی۔

(1) زونل ناظم اوقاف،داتادربارلاہور

(2) ایگزیکٹو آفیسر اوقاف،داتادربارلاہور

(3) زونل خطیب اوقاف،لاہورزون

(4) مینجر اوقاف داتادربارلاہور

(5) نمائندہ ڈی او(آر)لاہور۔

عرصہ ایک سال (مورخہ 10۔07۔01تا 11۔06۔30)کے لئے سب سے زیادہ بولی مسمی عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید نے مبلغ۔/1,77,50,000روپے دی لہذا

حسب ضابطہ داتادربار کا حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید کو دیا گیا تاہم ٹھیکیدار عابد حسین ڈوگر کی جانب سے اقساط زر کی عدم ادائیگی کے باعث سیکرٹری /چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے مورخہ 17۔جنوری 2011 کو ٹھیکہ منسوخ کر دیا اور بعد ازاں محکمے نے حفاظت پاپوش کا انتظام خود سنبھال لیا۔چنانچہ سال 11-2010 کے ٹھیکے سے مورخہ 10-07-01 تا 11-01-17 (6ماہ 16یوم) کے دوران محکمے نے ٹھیکیدار سے مبلغ 59,16,667/-روپے وصول کئے جبکہ بقایا رقم 38,78,254/-روپے مذکورہ ٹھیکیدار سے وصول کرنے کے لئے مال گزاری ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) حفاظت پاپوش کے لئے منظور شدہ اجرت مبلغ 2/-روپے فی جوڑا مقرر ہے زائرین سے زائد وصولی اجرت پاپوش کو مؤثر طور پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔ہر گیٹ پر گارڈز تعینات کئے گئے ہیں جو اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار کے کارندوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو حفاظت پاپوش پر مامور ہیں اور وہ اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ نہ تو کوئی بورڈ اتار رکھا گیا ہو یا پھر اسے کپڑا ڈال کر چھپایا گیا ہو جس پر حفاظت پاپوش کی اجرتی قیمت درج ہوتی ہے۔جہاں تک ٹھیکیدار کے کارندوں کا تعلق ہے تو وہ زائد اجرت وصول کرنے کے لئے بہر حال اپنے حربے استعمال کرتے ہیں تاہم اس مسئلہ کے سدباب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کرائے جاتے ہیں بلکہ جابجا بورڈ بھی آویزاں کئے گئے ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ حفاظت پاپوش کی اجرت مبلغ 2/-روپے فی جوڑا ہے۔زائد اجرت ہر گز ادا نہ کریں۔شکایت کی صورت میں ایڈمنسٹریٹر اور مینجر داتادربار کے دفاتر سے رجوع کریں۔اس مقصد کے لئے ایڈمنسٹریٹر اور مینجر اوقاف داتادربار کے ٹیلی فون نمبر بھی ان بورڈ پر درج کئے گئے ہیں۔علاوہ ازیں مینجرز کی ڈیوٹی تین شفٹوں میں مسلسل 24 گھنٹے ہوتی ہے اور ہر مینجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم 3مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔ٹھیکیدار کے کارندوں کی جانب سے حفاظت پاپوش کی زائد وصولی اجرت کی شکایت پر حسب ضابطہ بلحاظ نوعیت فی شکایت مبلغ 1000/-روپے سے 2000/-روپے تک جرمانہ کیا جاتا ہے تاہم 17۔جنوری 2011 کو سیکرٹری /چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے عدم ادائیگی زر ٹھیکہ کی وجہ سے یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا بعد ازاں محکمہ نے حفاظت پاپوش کا

انتظام محکمانہ طور پر کیا گیا۔ اس دوران زائرین سے مقررہ اجرت۔/2روپے فی جوڑا ہی وصول کیا گیا اور اس بابت اب تک نہ تو کوئی شکایت موصول ہوئی اور نہ ہی کسی کی بحث وتکرار و جھگڑا ہوا۔

ضلع چنیوٹ میں مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9669: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کتنے مزارات اور مساجد ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال 11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان مساجد اور مزارات پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان مساجد اور مزارات کی تعمیر و مرمت پر سال 11-2010 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 7عدد مزارات اور 3عدد مساجد ہیں جن کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ مزارات و مساجد کی آمدن سال 11۔2010 میں مبلغ۔/96,82,311روپے اور اخراجات۔/18,40,877روپے ہیں جن کی تفصیل برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مساجد اور مزارات پر کل 12 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مساجد اور مزارات میں سال 11۔2010 کے دوران صرف دربار پیر محمد شاہ ہموانہ چنیوٹ کی تعمیر و مرمت پر مبلغ۔/49,900روپے خرچ کئے گئے ہیں باقی مساجد و مزارات پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی کیونکہ وہ درست حالت میں تھے۔

ضلع چنیوٹ، محکمہ اوقاف کے رقبہ کی تفصیلات

*9670: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع چنیوٹ میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے، کتنا رقبہ بنجر اور کتنا کاشت ہوتا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

ضلع چنیوٹ میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل رقبہ 7887 کنال ہے جس میں سے 6995 کنال کاشت ہوتا ہے اور 892 کنال بنجر ہے۔

لاہور۔مزاروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9679: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کل کتنے مزار محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ب) سال 11-2010 کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن و اخراجات کی تفصیل سے مزار وار آگاہ کریں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 82 مزارات ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات کی آمدن برائے سال 11۔2010 مبلغ 5,77,74,625/- روپے اور اخراجات 2,25,34,221/- روپے ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد محکمہ اوقاف کا رقبہ و آمدن کی تفصیلات

*9680: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبہ سے محکمہ کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں کتنی آمدن حاصل ہوئی؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کے زیر انتظام کل زرعی رقبہ 420 ایکڑ 01 کنال 06 مرلے ہے۔

(ب) اس رقبہ سے محکمہ کو سال 09۔2008 میں مبلغ۔/29,45,945روپے جبکہ سال 10۔2009 میں۔/34,73,975روپے آمدن حاصل ہوئی۔

ضلع ننکانہ صاحب، دربار شاہ کوٹ پر زائرین کے لئے سہولیات فراہم کرنے کا معاملہ

*9710: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہ کوٹ دربار شریف ضلع ننکانہ صاحب پر آنے والے زائرین کو رکاوٹوں کی وجہ سے سخت مشکلات کا سامنا ہے اور وہ بطریق احسن مذکورہ عبادت گاہ پر رسومات ادا نہیں کر سکتے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رکاوٹیں دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ملک میں جاری دہشت گردی کے پیش نظر دربار شریف پر آنے والے زائرین کی حفاظت کے لئے پائپ ریلنگ کھڑی کی گئی ہیں۔ دریں اثناء یہ رکاوٹیں آنے والے زائرین کے لئے کسی قسم کی پریشانی کا باعث نہیں ہیں اور زائرین آسانی سے تمام رسومات ادا کرتے ہیں۔

(ب) ملک میں جاری دہشت گردی کے پیش نظر مستقبل قریب میں حکومت پنجاب یہ رکاوٹیں ہٹانے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*9890: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبے میں کتنا رقبہ کاشت ہوتا ہے اور کتنا خالی پڑا ہے جو کاشت ہوتا ہے، اس کی سال 10-2009 اور 11-2010 میں حکومت کو کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کا کل رقبہ 2444ایکڑ12کنال3مرلے ہے۔

(ب) کل رقبے میں سے1680ایکڑ 7کنال 9مرلے رقبہ کاشت ہوتا ہے۔جبکہ 764ایکڑ 4کنال 14مرلے رقبہ خالی پڑا ہے۔

کاشتہ رقبہ کی آمدن برائے سال 10۔2009 مبلغ۔/20,87,147روپے اور برائے سال 11۔2010 مبلغ۔/24,34,020روپے ہے۔

ضلع بہاولنگر میں مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9891:چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):کیا وزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کتنی ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال10-2009اور11-2010کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) حکومت نے ان مزارات اور مساجد کی تعمیر و مرمت پر سال10-2009اور11-2010کے دوران کتنی کتنی رقم خرچ کی ہے؟

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل8مساجد اور 8مزارات ہیں جن کی تفصیل بر نشان(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال10۔2009میں مزارات و مساجد کی آمدن مبلغ۔/1,10,51,164روپے اور خرچ مبلغ۔/46,51,925روپے ہے جبکہ سال 11۔2010 میں ان مساجد و مزارات کی آمدن مبلغ۔/1,05,16,845روپے ہے اور اخراجات مبلغ۔/60,46,385روپے ہیں جن کی تفصیل بر نشان(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال10۔2009اور 11۔2010 میں ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کی زیر تحویل مساجد و مزارات پر تعمیر و مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے آپ فرمائیں! شاہ صاحب! آپ نے چادر کی offer کی تھی لیکن اب ایوان کو آپ کی چادر بہت پسند آئی ہے اور مجھے ابھی چادروں کی بہت زیادہ فرمائشیں بھی آ رہی ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! میرے حلقہ میں واقع موضع ڈھینگے والی بستی تحصیل چونیاں کے محمد سرور ولد محمد صدیق کو 12-01-29 کو اغواء کیا گیا ہے۔ اس کو سلیم مختار بٹ ڈی ایس پی (سی آئی اے) گلبرگ اٹھا کر لایا ہے اور تقریباً گل رات بارہ یا دو بجے اس کی dead body میو ہسپتال میں چھوڑ دی ہے۔ میرے حلقہ کے کافی لوگوں نے اب مال روڈ block کی ہوئی ہے اور ابھی تک اس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔ یہاں پر ڈی ایس پی خود آیا ہے اور اُن کو دھمکیاں دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا مذکورہ ڈی ایس پی اس علاقہ کا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! وہاں ایک ملزم حاجی اسماعیل کنٹریکٹر ہے وہ اس کے پاس کام کرتا تھا۔ اُس نے اس کا جھوٹا مقدمہ تھانہ اقبال ٹاؤن میں کرایا تھا جس پر اسے اشتہاری قرار دے دیا گیا۔ جب وہ اشتہاری ہو گیا تو اس نے سلیم مختار بٹ ڈی ایس پی (سی آئی سی) سے ساز باز ہو کر تھانہ کنگن پور سے اغواء کیا اور یہاں لا کر تشدد کر کے قتل کر دیا۔ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے لہذا اس پر کوئی serious action لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ واقعہ آپ کے علاقہ کا ہے جس کی وجہ سے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! جی، میرے علاقہ کا ہے اور وہ لوگ بطور احتجاج باہر آئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈی ایس پی یہاں لاہور کا آیا ہے یا وہاں کا آیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! وہ سی آئی اے گلبرگ کا آیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خان صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے واقعی اسمبلی کے باہر بہت بڑا شور ہو رہا ہے اور ٹائر جلائے جا رہے ہیں۔ میری request ہے کہ آپ دو تین ممبران کی کمیٹی بنا دیں جو اُن میں سے کچھ لوگوں کو بلا کر سن لیں کیونکہ یہ واقعی بڑا سنگین معاملہ ہے اور باہر بہت بڑا ہنگامہ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا ارشد صاحب، احسن رضا صاحب اور میجر عبدالرحمن صاحب چلے جائیں اور ان سے بات کر لیں۔ شیخ صاحب! کیا آپ اس کمیٹی میں جانا چاہیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ حکم کریں گے تو چلا جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ چاروں ممبران پر مشتمل کمیٹی بنا دیں جو اُن کے نمائندگان کو اسمبلی میں بلا کر اُن کی بات سن لے اور پھر House کو apprise کر دے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میں نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک عباس راں صاحب! آپ کمیٹی کے ساتھ چلے جائیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں تینوں ممبران کافی ہیں جو چلے جائیں اور اُن لوگوں سے بات کر لیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، میں باری باری ٹائم دیتا ہوں تاکہ اسمبلی کا کام بھی چلتا رہے اور ساتھ ساتھ پوائنٹ آف آرڈر بھی چلتے رہیں۔ جی، اعوان صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ایوان میں حکومتی یقین دہانی کے باوجود اپوزیشن کے معزز ممبران کو ترقیاتی سکیموں کے فنڈز جاری نہ کرنا

LT. COL. (RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Thank you. Mr Speaker! It is regarding development funds of Rs. 8 million rupees which the Government of the Punjab be restored upon us.

یہاں پر جناب سپیکر نے ہمیں assure کرایا کہ آپ کو فنڈز ملیں گے۔ یہ حلقے کی ترقیاتی سکیمیں ہیں اور ایم پی اے کا کوئی personal فنڈ نہیں ہے۔ یہاں سے order گیا تو ہفتہ کے دن میں ڈی سی او اور لینڈ ڈی کو ملا اور انہیں کہا کہ آپ نے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے ایجنڈے میں شامل کیوں نہیں کیا تو ڈی سی او کے words تھے which I quote کہ "میری کیا جرات ہے کہ میں نہ شامل کروں"۔ That means کہ پیچھے سے دوسرا order آ گیا۔

جناب سپیکر! یہ کیا flay flap ہے؟ اگر حلقے کی ترقیاتی سکیموں کے لئے فنڈز دینے ہیں تو ہمیں بتایا جائے اور اگر نہیں دینے ہیں تو پھر بھی بتایا جائے، بار بار ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ایک بات clear ہو گئی ہے تو یہ ambiguities کیوں create ہو رہی ہیں، جب آپ نے clear cut ایک چیز کر دی ہے تو پھر یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ڈی سی او صاحب سے کرنل صاحب کی کیا بات ہوئی؟ ایک دو جگہ سے جب اس قسم کی بات ہوئی ہے تو میں نے جب ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ بات کیوں کی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے یہ بات نہیں کی۔ اب معزز ممبران جو بات کرتے ہیں اسے بھی آپ جھٹلا نہیں سکتے۔ میرا خیال ہے کہ سپیکر صاحب اسے اپنے طور پر handle کر رہے ہیں۔ اگر کہیں problem ہو تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ ہمارے علم میں لائیں اور ہم ان سے بات کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی ہے It is a specially of my character

جناب ڈپٹی سپیکر: No, no! انہوں نے بڑی کھل کر بات کی ہے کہ ہم ان کو جھٹلا نہیں سکتے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جب میں ہفتہ کے دن ڈی سی او کے دفتر گیا تو وہاں پر بجلی بند تھی جس پر میں انہیں side room میں لے کر گیا اور کہا کہ کل D.D.C ہونی تھی جس

کے لئے آپ نے سکیمیں منگوائی ہیں at the last moment آپ نے وہ کیوں نہیں کیں and I again say اس نے کہا کہ I quote "میری کیا جرأت ہے کہ میں سکیمیں نہ کروں، اوتھے جا کے رولا پاؤ"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! کل سپیکر صاحب آئیں گے اور ہم ان کے notice میں لائیں گے اور لاء منسٹر صاحب اس طرح کی بات تو نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کرنل صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ یہ بات سپیکر صاحب سے کر لیتے یا میرے ساتھ آ کر کر لیتے۔ اب ڈی سی او نے انہیں کہا کہ "اوتھے جا کے رولا پاؤ" تو انہوں نے یہاں آ کر "رولا پانا شروع کر دیا" جو کہ مناسب نہیں ہے۔ ڈی سی او کی اتنی طاقت نہیں ہے اور یہ ایسا نہ کریں ہم بھی ان کے بھائی ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں دو ہفتہ پہلے لاء منسٹر صاحب کے دفتر گیا، ان سے پوچھیں کہ یہ پولیس کی کوئی انکوائری کر رہے تھے I never wanted to disturb him میں نے چٹ لکھ کر انہیں دی کہ ہمیں یہ problem ہے Then what action has been taken? میں سپیکر صاحب کے چیمبر میں گیا اور جب ہم ساری چیزیں کر کے ہفتہ کے دن یعنی پرسوں کی بات ہے again he replied me like this, what should I do them?

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے آپ یا سپیکر صاحب کوئی کمیٹی بنا دیں اور اس معاملے کو صوبائی سطح پر کنٹرول کر لیں بجائے اس کے کہ ہم ہر ضلع میں علیحدہ سے کچھ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب کل صبح آ جائیں گے تو کل ہم مل کر ایک کمیٹی بنا کر اس طرح کے معاملات کو حل کرائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں محکمہ اوقاف کے سوالات سے متعلق ایک دن مقرر تھا لیکن اس دن یہ ہوتا کہ اجلاس کی کارروائی formal طور پر شروع ہو سکتی مگر تلاوت اور نعت خوانی کے بعد کورم point out ہو گیا جس کے بعد اجلاس نہ ہو سکا۔ اس دن کے

سوالات کو lapse کر دیا گیا اور وہ ختم ہو گئے جبکہ میرے خیال کے مطابق جو میں سمجھتا ہوں وہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میری دانست میں وہ سوال lapse نہیں ہوتے چونکہ سیکشن 67 جو ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ پڑھنے سے پہلے اگر میری دانست پوچھ لیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ یہ سوالات lapse نہیں ہوئے بلکہ موجود ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: تو پھر کہاں پر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ lapse نہیں ہوئے بلکہ آئندہ جب اس کا دن مقرر ہو گا تو وہ ایجنڈے پر آ جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ اگلی دفعہ محکمہ اوقاف کے سوالوں کی باری کے دن وہ سوالات آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہاں پر یہ اس لئے point out کیا ہے کہ میں نے سیکرٹری صاحب سے discuss کیا تھا جس پر انہوں نے کہا تھا کہ یہ lapse ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ یہ lapse نہیں ہوئے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اپنی ترقیاتی سکیمیں سٹیئرنگ کمیٹی کے سامنے رکھیں جہاں پر discuss ہونے کے بعد سٹیئرنگ کمیٹی نے اس کی approval دینی تھی۔ پنجاب کا فنڈ تھا جس میں سے میں نے دس لاکھ روپے جیل کے لئے رکھے تھے کیونکہ سپرنٹنڈنٹ جیل سے میں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس فنڈز آئے ہیں تو آپ بتائیں کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے جس پر انہوں نے کہا تھا کہ بچوں کے لئے کمپیوٹر لیب بنوا دیں۔ جب میں نے سٹیئرنگ کمیٹی میں بات کی تو سٹیئرنگ کمیٹی میں بیٹھے ہوئے ڈی سی او، ای ڈی او، اے ڈی ایل جی اور دیگر ممبران نے کہا کہ آپ پنجاب میں یہ فنڈز نہیں لگا سکتے۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کام ترقیاتی سکیموں میں نہیں آتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ یہاں پر بات نہ کریں کیونکہ ہم کمیٹی صبح بنا رہے ہیں تو آپ وہاں آکر بات کر لیں، ہم وہاں پر پوری بات سنیں گے۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کے سامنے ایک چھوٹی سی گزارش کی ہے کہ آپ کی عدم موجودگی میں سپیکر صاحب تشریف فرما تھے تو ہم نے بہت دفعہ یہ issue raise کیا تھا اور آج بھی ہمیں اس بات کا جواب نہیں ملا اور میں آج بھی یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ہم یہاں پر صوبہ پنجاب کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہاں پر مختلف اوقات میں جب بھی کوئی ایسی problem ہوتی ہے تو یہ کہہ کر ہمیں ٹال دیا جاتا ہے کہ "کمیٹی بنادی گئی ہے" لیکن آج تک کبھی بھی کسی کمیٹی کی findings سے اس ایوان کو آگاہ نہیں کیا گیا۔ ڈینگی کا جب مسئلہ آیا، یہ نہیں کہ ہم کوئی point score کرنے کے لئے ان چیزوں کو استعمال کرتے ہیں لیکن ہمارا بھی کوئی استحقاق ہے اور اس ایوان کا بھی کوئی استحقاق ہے اور ہمیں جاننا چاہئے کہ اس کی findings کیا ہیں culprits کے خلاف کیا کارروائی لی گئی؟ ایک بچی گٹر میں گری اور یہ کہا گیا کہ چوبیس گھنٹے میں انکوائری ہوگی لیکن اس کی رپورٹ کا کوئی پتا نہیں۔ اس وقت ہمارے صوبے کے حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں اور مریضوں کے حالات یہ ہیں کہ reaction کی وجہ سے جو لوگ bleat کر رہے ہیں، ان کے different parts of body کو سرکاری ہسپتالوں میں own نہیں کیا جا رہا ہے اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں تو یہ تمام پنجابی باہر جا کر علاج کرانے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے، دوائیوں کے reaction کی وجہ سے صرف کسی کو معطل کر دینا، ٹھیک ہے کہ آپ نے انکوائری کے لئے معطل کیا good enough لیکن اگر میں مطالبہ کروں تو حق بجانب ہوں کیونکہ میں نے وزیراعلیٰ پنجاب سے نہیں کہا یا اس ایوان کے ممبران نے نہیں کہا کہ وہ 22 وزارتیں اپنے پاس رکھیں۔ اگر کوئی منسٹر انچارج اس منسٹری کی ذمہ داری نہیں لے سکتا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو وہ قلمدان اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے چاہے وہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت پنجاب حکومت Constitution کی violation کر رہی ہے اور basic necessities تمام پنجابیوں کو ملنی چاہئیں کیونکہ یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ اس وقت تعلیم اور صحت کو ایک ایڈیشنل چارج کے طور پر لیا جا رہا ہے اور اس صوبے کے ساتھ اس سے بڑی اور کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ جس کے پاس صحت کی وزارت ہے وہ جو بھی ہے، میں on the floor of the House یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ اس کے خلاف کوئی اخلاقی جواز نہیں بچا کہ وہ اس وزارت کو جاری رکھے اور اسے فی الفور استعفیٰ دے دینا چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیشہ آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ بڑے comfortable رہتے ہیں جب Chair پر ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے اپنی بات کر لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): گزارش یہ ہے کہ ابھی میری بہن۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! I know that کہ I don't have to make a point of order مگر آپ کی سخاوت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے appreciate کیا ہے and appreciation must be appreciated sir, thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مہربانی۔ شاہ صاحب! آپ کو بھی آج بڑا appreciate کیا گیا ہے اور House سے باہر جاتے ہوئے ہم دیکھیں گے کہ آپ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی میری بہن سیمل کامران نے جو بات کی تو وہ بڑا serious issue ہے اور اس وقت شاید ڈرون حملوں سے اتنے لوگ نہیں ہلاک ہوئے جتنے ڈینگی اور جعلی ادویات کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہاں on the floor of the House ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے آج سے تین دن پہلے جب بریفنگ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ چونکہ ہمارے پاس Labs نہیں ہیں اور ہم نے ادویات فرانس اور لندن بھیجی

ہیں۔جب ان کا رزلٹ آجائے گا اس کے بعد جو انکوائری finalize ہو گی تو ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔صرف اپنے آپ کو بچانے کے لئے جیسا میری بہن نے کہا کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کے پاس 22 وزارتیں ہوں،18 ہوں یا 17 ہوں۔جب ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے ان ڈاکٹروں کے بارے میں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ باقاعدہ یہاں پر ایک انکوائری رپورٹ submit کی جائے گی۔انکوائری رپورٹ میں جو ذمہ داران ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر!آج ہو یہ رہا ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں وہاں کا ڈی سی او متعلقہ Pharmaceutical کمپنی سے کمیشن کھانے کے بعد،کمیشن طے کرنے کے بعد جعلی ادویات خرید لیتا ہے اور متعلقہ ایم ایس کو کہتا ہے کہ اس پیپر پر دستخط کر دو۔اس کے بعد کہتا ہے یہی دوائیاں ہیں،یہی ملیں گی۔ہمارے علاقے میں تو جعلی دوائیاں بھی نہیں مل رہی ہیں۔وہاں پر لوگ دوائی نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں اور جعلی دوائیوں سے تو مر ہی رہے ہیں۔میرا point صرف اتنا ہے کہ جن ڈاکٹروں کو آج قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے بہتر یہ ہوتا کہ،فیصل مسعود کو سچ بولنے کی سزا یہ دی گئی کہ اس نے کہا کہ 36 ہلاکتیں تو صرف سروسز ہسپتال میں ہوئیں جبکہ سیکرٹری ہیلتھ نے کہا کہ 36 ہلاکتیں پورے پاکستان میں ہوئیں۔آج پالیسی کو دیکھیں کہ یہاں ہیلتھ منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر سڑکوں پر ہیں،نرسیں سڑکوں پر ہیں اور لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں۔ایجوکیشن منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے طالبعلم،ہمارا مستقبل خودکشیاں کر رہا ہے۔رزلٹ کے لئے وہ طالب علم جنہوں نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بس،ٹھیک ہے۔اپنا پوائنٹ بتائیں۔

صوبہ میں ڈینگی اور جعلی ادویات سے ہونے والی اموات اور اس پر تاحال حکومتی اقدامات سے ایوان کو آگاہ کرنے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میری گزارش سن لیں۔ہوم منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے پنجاب پولیس سٹیٹ بنا ہوا ہے اور اس وقت پنجاب میں ڈاکو راج ہے۔اریگیشن منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا کسان بوند بوند کو ترس رہا ہے۔اب یہ کہنا کہ میں ہی capable ہوں،ہم نے تو یہ کہا تھا کہ ڈاکٹر سعید الٰہی،ڈاکٹر اسد اشرف یہ آپ کے اپنے ایم پی ایز ہیں جو دن رات محنت کر رہے ہیں۔آپ کو اگر اپنی ٹیم پر اعتماد نہیں ہے،اگر 22 منسٹریاں،ہمارے خادم اعلیٰ صاحب بے شک گھر کا دروازہ بند کر لیں،وہ کیبنٹ کا اجلاس خود ہی کر سکتے ہیں ان کو کسی وزیر کی ضرورت نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر آپ اپنے کسی ساتھی کو، میں political point scoring کرنے پر، کیونکہ خون کسی بھی انسان کا ہو خواہ وہ پنجاب میں گرے، خواہ وہ خیبر پختون خواہ میں گرے، خواہ وہ بلوچستان میں گرے اور خواہ وہ سندھ میں گرے وہ ہمارے بھائیوں کا خون ہے۔ کیا اب پنجاب میں ایک انسان کے خون کی قیمت پانچ لاکھ روپے ہے؟ ایک پانچ لاکھ روپیہ، آپ کو یاد ہو گا کہ ڈینگی کے دوران پانچ پانچ لاکھ روپے کا اعلان کیا گیا تھا اور 30 ہزار روپے لوگوں تک بھی نہیں پہنچے۔

جناب سپیکر! جب کسی کے گھر کا چراغ بجھتا ہے، میں تو صرف وہ لوگ جو اس دنیا فانی میں نہیں رہے، میں کہتا ہوں کہ ہمیں تمام باتوں کو چھوڑ کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ میں عرض کر رہا ہوں۔ جن لوگوں نے جعلی دوائیاں بنائی ہیں، جن Pharmaceutical کمپنیوں نے، راتوں رات ایک کمپنی الفا فارما کمپنی جس کا مالک محمد وسیم اب آپ کے پاس ہے۔ پاس سے مراد، اگر جیل custody میں ہے تو اس سے پوچھئے کہ کس طرح بغیر ٹینڈر کے جناح ہسپتال میں ڈیڑھ کروڑ روپے کی دوائی سپلائی کر دی گئی۔ اُس سے یہ پوچھا جائے کہ نو مہینے تک اس کا لائسنس منسوخ تھا وہ قاتل دوائیاں کس طرح بغیر اشتہار اور بغیر ٹینڈر کے PIC میں چلی گئیں؟ کیا ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنانے سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟ بہن نے rightly کہا کہ ڈینگی کے تین کمیشن بنے تھے۔ ایک جوڈیشل کمیشن خواجہ شریف پر بنا۔ آج بھی اس کا ملزم ڈاکٹر توقیر باہر بیٹھ کر اسی اسمبلی میں حاضریاں لگا رہا ہے۔ اس کے بعد فلڈ کمیشن بنا اس کا ذمہ دار ملک رب نواز اریگیشن سیکرٹری کو قرار دیا گیا۔ اس کو انعام یہ دیا گیا کہ اس کو سیکرٹری انرجی لگا دیا گیا۔ پھر نوجوانوں پر بنا جو ہمارا مستقبل ہے۔ اُن نوجوانوں نے ہمارے سامنے خود کشیاں کیں۔ اُن کے ملزمان آج بھی عزت دار سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم ویلکم کرتے ہیں کہ چیف جسٹس صاحب نے suo moto ایکشن لیا، دیر آید درست آید لیکن میں صرف یہ کہوں گا کہ:

کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
سارے شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

وہ لوگ جو اس دنیا فانی میں نہیں رہے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اگر وہ جعلی ادویات سے مرے ہیں، اگر وہ sub standard medicine سے مرے ہیں، Pharmaceutical کمپنی میں خواہ ہمارا کوئی

ایم این اے یا ایم پی اے ہو اُس کا چہرہ اس House کے سامنے، پنجاب کی عوام اور پاکستان کی عوام کے سامنے لایا جائے۔ جس طرح لوگ مرے ہیں ان کو بھی اسی ریگل چوک پر پھانسی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس 1120 محترمہ حمیرا اویس شاہد کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے تو بسراء صاحب نے political point scoring کرتے ہوئے انتہائی بے معنی اور بے ربط گفتگو کی ہے لیکن ایک دو چیزیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، بسراء صاحب! کوئی cross talk نہیں ہو گی۔ جب آپ بول رہے تھے تو اس طرف سے کوئی نہیں بولا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے ایک دو چیزیں انتہائی شر کی نیت سے کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شر یا برائی کو پیدا ہوتے ہی ختم کر دینا چاہئے اس لئے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ شر جو انہوں نے پھیلانے کی کوشش کی ہے اس میں ایک تو انہوں نے یہ بات کی ہے کہ ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معاملہ یہ ہے کہ پی آئی سی میں جو واقعہ ہوا ہے، ادویات خریدنے کا ایک طے شدہ طریق کار ہے اور اس طریق کار پر عمل کرتے ہوئے پچھلے دس، پندرہ، بیس سال سے ادویات خریدی جا رہی ہیں۔ وہاں پر ایک Purchase Committee ہے، اس کو ایک آدمی head کرتا ہے اور اس ادارے کا چیف ایگزیکٹو ان چیزوں کا responsible ہے۔ اس کا کسی اوپر یا نیچے کسی آدمی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ پی آئی سی ایک autonomous ادارہ ہے، اس کا بورڈ آف گورنرز ہے، وہ اپنی internal functioning میں، یعنی انہوں نے دوائی کہاں سے خریدنی ہے، کیسے خریدنی ہے، آپریشن کی کتنی فیس لینی ہے، کس کو فری کرنا اور کس کو فری نہیں کرنا؟ ان معاملات میں وہ آزاد ہے۔ اپنی internal functioning میں وہ اس حد تک آزاد ہیں کہ اگر وہاں پر چیف منسٹر کے حکم پر بھی کسی کا آپریشن فری ہونا ہو تو اس کے payment چیف منسٹر کے discretionary fund سے ہوتی ہے۔ اس حد تک اُن کی internal functioning آزاد ہے۔ اس میں ایک تو وہ professionals یعنی وہ پروفیسر صاحبان جن کے نام کے ساتھ ایک respect

attached ہے وہ اس بات کو دیکھ رہے ہیں کہ آیا یہ اموات ادویات کی وجہ سے ہوئی ہیں یا ان میں کوئی اور وجہ ہے؟ اس سلسلے میں انہوں نے domestic Labs سے ادویات کی testing کرائی ہے۔ وہاں سے یہ رزلٹ آیا کہ جو active ingredient ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ یعنی مثال کے طور پر پیرا سیٹا مول میں جو active ingredient ہے وہ انہوں نے کہا کہ پورا ہے۔ اس کے بعد دیکھا گیا کہ اس میں اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک inactive ingredient ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر گولی کو بنانے کے لئے چاک، coating یا اس میں جو چیزیں پڑتی ہیں تو inactive ingredient میں کوئی نقص ہو سکتا ہے۔ اس کی proper analysis کے لئے شاید پاکستان میں اس level کی لیبارٹری موجود نہیں ہے جس level کی بیرون ملک میں ہے۔ پنجاب حکومت نے اسی وقت وہ نمونے بیرون ملک بھیجے ہیں تاکہ اس کا بھی analysis ہو جائے۔ اب اس ٹیکنیکل کمیٹی کی جب رپورٹ آ جائے گی، اب دیکھیں کہ لیبارٹری کے analysis ہیں، وہاں analysis ہونے میں بھی ٹائم لگتا ہے کیونکہ ان کو بیرون ملک بھیجا ہے۔ اس میں یقیناً کچھ نہ کچھ ٹائم لگے گا لیکن اس کا رزلٹ آئے گا۔ پروفیسر صاحبان جس کی ذمہ داری کا تعین کریں گے کہ یہ manufacturing fault ہے، purchase fault ہے یا storage conditions fault ہے اس کے مطابق جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اسی طرح سے جو factual position ہے، تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ چونکہ یہ انکوائری گورنمنٹ کرا رہی ہے لہذا گورنمنٹ نے جس طرح سے کہنا ہے افسروں نے اسی طرح کرنا ہے اس لئے اس کی جوڈیشل انکوائری بھی کرائی جا رہی ہے اور ہائیکورٹ کے جج اس معاملے کی انکوائری کریں گے۔ اب جو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! Preliminary انکوائری میں یہ fact سامنے آیا ہے کہ یہ معاملہ 11 تاریخ کو پی آئی سی میں from Chief Executive to down جو لوگ بھی ذمہ دار تھے ان کے علم میں آ گیا تھا کہ medicine reaction ہوا ہے۔ اس کے بعد وہاں پر میٹنگ ہوئی اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک پریس کانفرنس کریں اور جن لوگوں کو ادویات دی ہیں ان سے واپس لی جائیں لیکن پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ نہیں، یہ کام نہ کیا جائے اور اس کو ادھر ہی دبا دیں اور ایسے خواہ مخواہ hype create ہو جائے گی۔ 17 تاریخ کو چیف منسٹر جرمنی گئے ہیں تو اس وقت تک ان کو نہ صرف پی آئی سی کے متعلقہ منتظمین یا اتھارٹی نے inform نہیں کیا بلکہ 13 تاریخ کو سیکرٹری ہیلتھ کے علم میں بھی یہ بات آ چکی تھی لیکن انہوں نے بھی inform نہیں کیا، یہ ایک administrative lapse ہے اور یہ ایک غفلت

ہے گوانہوں نےwith good intensionکی ہےان کی کوئیmalafideنہیں تھی لیکن بہرحال یہ معاملہ گورنمنٹ کے علم میں لانا چاہئے تھا۔اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور انکوائری کےprocessکو بہتر انداز سے چلانے کے لئے ان لوگوں کو ان کی پوزیشن سے علیحدہ کیا گیا ہے تاکہ انکوائری کا عمل صحیح ہو سکے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "جھوٹا جھوٹا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر!ان کو دیکھیں کہ بجائے اس کے کہ ان مریضوں کے ساتھ کوئی ہمدردی کی جاتی یعنی جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کے لواحقین کے ساتھ ہمدردی کی جاتی،ان لوگوں کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ یہ کسی ہسپتال میں جاکر ان کی خبر گیری کر لیں،جو فوت ہونے والے ہیں ان کی جاکر کوئی مدد کر دیں یا ان کے پاس جاکر کوئی فاتحہ خوانی کر لیں۔جب اٹھتے ہیں کہ جی،یہ ہو گیا،وہ ہو گیا یعنی یہ صرف اور صرف اپنی ان بداعمالیوں کو جو مرکز میں ہو رہی ہیں،یہ کہتے ہیں کہ چلو ہم نے جو وہاں پر لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے تو جب تک یہ معاملہ ہے اس وقت تک ہم اس سے بچے رہیں۔ان کو اتنی توفیق نہیں کہ آج تک یہ House کے اندر یا باہر ایک تجویز دے سکیں کہ اسcrisisصورتحال میں گورنمنٹ جو یہ ریسکیو کا عمل کر رہی ہے آپ اس کے ساتھ یہ،یہ کریں یعنی اتنی ان کو توفیق نہیں ہوئی،بس صرف اور صرف یہ کہتے ہیں کہ 22منسٹریاں ہیں اور 16منسٹریاں ہیں جب تم نے یہاں پر 72وزیر رکھے ہوئے تھے،جب تم نے ایک محکمہ کو تین،تین جگہ پر تقسیم کر کے وزیروں کی فوج رکھی ہوئی تھی تو اس وقت تم کیا کر رہے تھے؟اس وقت تم نے یہاں آکر کیا دودھ اور شہد کی نہریں بہا دی تھیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ان عناصر کو شرم کرنی چاہئے کہ جو ان مریضوں کی ہلاکت پر political point scoringکر رہے ہیں۔پنجاب حکومت اس سلسلے میں جو ضروری سمجھتی ہے وہ کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو ہمendتک پہنچائیں گے اور جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی۔اگر یہ اس قسم کی حرکتیں کریں گے تو پھر کل کو یہ خود بھی کوئی بات نہیں کر سکیں گے۔اگر انہوں نے اس معاملے میں بحث کرنی ہے تو ایک دن مقرر کر لیں اور اس طرح سے ہم انہیںpoint scoringنہیں کرنے دیں گے۔

چودھری ظہیرالدین خان:جناب سپیکر!۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،پہلے چودھری ظہیرالدین خان پھر سید ناظم شاہ صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ جواب در جواب شروع ہو جائے گا۔ اس دن جب یہاں پر ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے اپنی briefing دی تھی اور رپورٹ پیش کی تھی تو یہ طے ہوا تھا کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب یہاں پر روزانہ آکر daily progress کے بارے میں بتائیں گے۔ میرے خیال میں مناسب یہی ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے تجاویز بھی یہاں سے دی جانی تھیں۔ آج ابھی تک تو ہمیں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نظر نہیں آ رہے اگر وہ آ جائیں تو جتنی بحث ہونی ہے یعنی آج تک کی اموات اور انکوائری کے بارے میں ان کی رپورٹ دینے کے بعد بحث کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، House کے decorum کا خیال رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ میری طرف متوجہ ہوں جو چودھری ظہیر الدین صاحب نے بات کی ہے، ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے وہ رپورٹ جمعہ کے دن پیش کر دی تھی لیکن اس دن چودھری ظہیر الدین صاحب اور ہمارے اپوزیشن کے دوست موجود نہیں تھے اب اس پر بحث کے لئے آج آپ ٹائم مقرر کر لیں یا کل کر لیں۔ اس میں یہ بیٹھیں، بحث کریں، تجاویز دیں اور ہم اس پر عمل کریں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اگر ایک ترتیب سے ہمارا House چلے تو اس سے ہم پنجاب کے عوام کو deliver کر پائیں گے یہاں پر 9 کروڑ عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں، اگر آپس میں ہم اسی طرح بغیر کسی ترتیب الجھتے رہے تو کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ منسٹر صاحب نے بجا فرمایا کہ تجاویز آنی چاہیئں، اس دن یہ طے ہوا تھا کہ daily، اگر daily نہیں تو آج تعین کر لیں کہ دو دن کے بعد یا تین دن کے بعد ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب وہاں کی رپورٹ پیش کریں گے۔ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اس تجویز پر لازمی طور پر وہ briefing لے کر یہاں پر آئیں کہ کیا وجہ ہے کہ کافی عرصہ سے یہ expired food, expired spray اور expired medicine کو sale کرنے والے لوگوں کی آماجگاہ صوبہ پنجاب بنا ہوا ہے اس پر رپورٹ ضرور لے آکر آئیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بھی ماشاءاللہ most senior member ہیں اور چودھری ظہیر الدین صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں۔ اس House کے اندر ہم نے عوام کے مسائل کو discuss بھی کرنا ہے ان کا حل بھی نکالنا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایک ترتیب کے ساتھ اور ایک decorum کے ساتھ جو بات آئے اس کا جواب دیا جائے پھر جواب سنا جائے۔ میرا خیال ہے کہ ہم جب یہاں پر منتخب ہو کر آتے ہیں تو ہم یہاں پر collective wisdom کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں جب ہم میں discipline نظر نہیں آتا اور ایک دوسرے کے لئے اچھے الفاظ استعمال نہیں کرتے، خواہ وہ اِدھر سے ہوں یا اُدھر سے تو اس کے بعد یہ اچھی صورتحال نہیں بنتی۔ میں نے ایک تجویز بھی دے دی ہے اور میں یہ بھی عرض کر رہا ہوں کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب جو کہ قائم مقام وزیر صحت ہیں وہ یہاں پر تشریف لے آئیں، آج نہیں تو کل تشریف لے آئیں کیونکہ کل Private Members Day ہے وہ یہاں پر briefing دے دیں اور ہم اس پر پرسوں عام بحث کر لیں گے۔ میری تجویز ہے کہ اگر لاء منسٹر صاحب اس کو بہتر سمجھیں تو اس پر دو یا تین دن ضرور بحث رکھئے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ میری بات سنیں، شاہ صاحب میں آپ کی بات سے پہلے بتاتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے بڑا واضح کہا ہے کہ آپ جو دن چاہتے ہیں رکھ لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! 13۔دسمبر سے لے کر آج تک کوئی discussion نہیں ہو سکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو کس لئے نہیں کی؟ انہوں نے تو رپورٹ پیش کر دی ہے اب discussion تو آپ نے کرنی تھی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں تجویز کرتا ہوں کہ آپ اس کو Private Members Day کے بعد بدھ اور جمعرات دو دن کے لئے رکھ دیں۔ میری تجویز تو یہی ہے کہ بدھ اور جمعرات بحث کے لئے رکھ لی جائے اور باقی جو ہمارے پیپلز پارٹی کے سربراہ ہیں وہ بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ decorum of the House ہونا چاہئے اور ہم بالکل یقین رکھتے ہیں مگر بات یہ ہے اور میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے ایک

سوال پوچھتا ہوں کہ democracy اور dictatorship میں کیا فرق ہے؟ dictatorship میں It is always centralization of power اور democracy میں It is division of power. ہے جبکہ ہمیں یہاں پر division of power نظر نہیں آتی۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ ہمارے منسٹر بنائیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کے جو اپنے ممبران ہیں ان کو منسٹر بنائیں۔ خدارا آپ ذرا دیکھیں اور سوچیں۔

جناب سپیکر! آپ خود بھی ایک ممبر اسمبلی ہیں آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ بتائیں کہ لاہور میں کیا ہو رہا ہے؟ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال آپ کے سامنے ہے، لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں، ہم point scoring نہیں کرتے مگر کیا انسانی ہمدردی کے تحت ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ یہ صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ جب ایک آدمی، وہ اکیلا گھر نہیں چلا سکتا تو وہاں پر جہاں مرد باہر کام کرتا ہے تو عورت بچوں کی تربیت بھی کرتی ہے اور گھر کا نظام بھی چلاتی ہے، یہاں پر یہ چیزیں دیکھیں کہ ابھی منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ 72 منسٹر رکھے ہوئے تھے، کم از کم division of power تو تھی۔ Politics میں کیا ہوتا ہے؟ It is the participation of the people یہاں پر اگر رانا صاحب لاء منسٹر صاحب کی وساطت سے He was himself sitting over here اور ان سے پوچھیں کہ یہ اس وقت کیا بات کرتے تھے اور آپ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اب وہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اگر وہ اس چیز کو justify کرتے تو I don't have any objection. وہ اٹھ کر یہ کہہ دیں کہ I justify this act مطلب centralization تو I am quite satisfied. Thank you.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسراء صاحب!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب والا! میں عرض یہ کروں گا کہ اپنی نالائقی کو چھپانے کے لئے لاقانون، وزیر قانون جن کی وجہ سے آج پنجاب میں ڈاکو راج ہے۔ وہ وزیر قانون۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! تھوڑا سا تحمل کے ساتھ۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں ورنہ بولنے نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! تحمل کے ساتھ۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں سابق وزیراعلیٰ پنجاب اور موجودہ وزیر سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گا جنہوں نے حق اور سچ کی بات کی تو ان کے متعلق میڈیا میں کیا کیا باتیں بنائی گئیں حالانکہ انہوں نے صرف وہی کہا جو ہم نے کہا کہ نالائقو! اپنی نالائقی کو چھپانے کے لئے ایسے کام مت کرو۔ ہمارا مطالبہ صرف ایک ہے اور ہمیں ہمدردی ہے---

سید زعیم حسین قادری: لٹیروں چپ کرو۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھ لیں ہم نے ایسے نہیں کیا تھا---

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ کسی کو چور کہیں گے تو---

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہم اس وقت نہیں بولتے جب وہ بولتے ہیں---(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ دیکھیں کہ decorum of the House یہ ہے آپ شائستہ الفاظ کو استعمال کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو، ڈاکو" کی نعرہ بازی کی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ساڈے الفاظ شائستہ نہیں تے انہاں دے الفاظ آپ شائستہ نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کیا کہا ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ میری گزارش سن لیں۔ میں شائستہ بولنے کی کوشش کروں گا اور یہ بھی کوشش کروں گا کہ لاقانون، وزیر قانون کی موجودگی میں شائستہ بولوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کھیلیں اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میری اب گزارش صرف اتنی ہے کہ اس سائیڈ پر بیٹھے ہوئے دوستوں سے عرض کروں گا، ابھی میرے دوست نے یہاں پر کہا کہ ستر وزارتیں ہیں اور "انہاں دی موجاں لگیاں ہویاں نیں باقیاں نال انہاں نوں کی" ان کے پاس سات سات وزارتیں ہیں ہم تو اتنا pressure بڑھائیں گے کہ اس بائیس وزارت اعلیٰ والے [****] کو یہاں بھی آنا پڑے گا اور وزیر بھی بنانے پڑیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو، ڈاکو" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر! اب یہ آپ کے گناہ نہیں چھپ سکیں گے۔ آج یہاں پنجاب کے اندر جب کسی کے گھر سے جنازہ نکلتا ہے، خدانخواستہ میرے منہ میں خاک وہ جنازہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بات کر چکے ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جب اس گھر سے نکلے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کر چکے ہیں اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہاں کوئی debate نہیں ہو رہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے۔ اب آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! یہ الفاظ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! ایک منٹ۔ بسراء صاحب! wind up کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! مجھے موقع دیں میں wind up کرتا ہوں۔ مجھے بات تو کرنے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! وزیر اعلیٰ کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ حذف کرائے جائیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 811 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! زعیم قادری میرے بھائی ہیں، میں عرض تو کر لوں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اتنا بتادوں، ابھی میرے پاس ایک چٹ آئی ہے۔۔۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! وزیراعلیٰ کے بارے میں الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیوں کئے جائیں؟[******]اس کے بارے میں الفاظ کارروائی سے کیوں حذف کئے جائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ اس طرح سے پھر آپ بات کو کدھر لے جانا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! ادھر لے کر جاتے ہیں جو ذمہ دار ہیں۔ جو لوگوں کو مار رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جو لوگوں کے قاتل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر میں عرض کروں گا کہ [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں اس طرح سے نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا![******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[*************************]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[******]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[**************]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[********]

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[*******]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[****************]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[*******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[****](قطع کلامیاں)

سید زعیم حسین قادری:جناب والا![******]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!آپ میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہاں پر ابھی آپس میں جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے میں یہ ساری کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔یہاں پر تمام ممبران کی عزت برابر ہے

سید زعیم حسین قادری:جناب والا![*****]والے الفاظ حذف کرائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ میں نے پہلے ہی حذف کروا دیئے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[******]

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب!آپ پھر کر رہے ہیں۔بسراء صاحب!تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا![*****]

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔No further point of order.اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔No point of order.یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری:جناب والا!میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قادری صاحب!آپ فرمائیں کیا کہہ رہے ہیں؟(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہم ان کو بھاگنے نہیں دیں گے۔

سید زعیم حسین قادری: ہم کہاں بھاگ رہے ہیں؟ ہم بھاگنے والے نہیں ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا اصولی مؤقف ہے یہ considered opinion ہے کہ ہم اربوں روپے کی سو وزارتیں بنا کر، لوٹ کھسوٹ کا بازار جو مرکز میں گرم ہے اس کی تائید صوبوں میں نہیں کرنا چاہتے۔ جناب چیف منسٹر کی competence پورے پاکستان میں مشہور ہے اور سب جانتے ہیں کہ وہ بائیس بائیس گھنٹے کام کرنے کے عادی ہیں انہوں نے prove کیا ہے کہ وہ ایک competent آدمی ہیں۔ ان کو ان سے کیا problem ہے؟ وہ الفاظ حذف کرائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: قادری صاحب! تشریف رکھیں۔ وہ الفاظ میں نے already حذف کروا دیئے ہیں۔

جناب زعیم حسین قادری: جناب والا! اگر ہمارے بارے میں کوئی بری زبان استعمال کرے گا تو میں بھی ایسی زبان استعمال کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی میرے پاس لاہور ہائیکورٹ بار کی طرف سے چٹ آئی ہے، لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کی Legal Ethics Committee یہاں پر موجود ہے اور وہ آپ کی ساری کارروائی کو بڑے غور سے دیکھ رہی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! [*******]

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں House کے اندر جذبات بہت گرم ہیں House کو دس منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی دس منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر 10 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 6 بج کر 10 منٹ پر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر قانون کو ایوان میں لایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no way...

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): What is no way? ہمیں وہ کیا کہہ گیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ This is no way.

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں بات یہ ہے کہ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [*****]

MR DEPUTY SPEAKER: Shaukat Basra Sahib! Please mind your language. This is floor of the Assembly. Mind your language

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس سے پوچھئے فوجیوں نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ان کے لئے تمغہ افتخار ہے۔ یہ ہماری اس اسمبلی کے لئے تمغہ افتخار ہے۔ اس دور میں جو کچھ ہوا میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ کلنک کا ٹیکہ ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات clear کر دوں کہ جمہوری رویوں کا خیال رکھیں۔ آپ اسمبلی کے decorum کا خیال رکھیں اور تشریف رکھیں۔

اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں پہلا توجہ دلاؤ نوٹس 1120 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کا ہے۔

جناب شہریار علی خان: جناب سپیکر! اس طرح اجلاس نہیں چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ آپ میری بات سنیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے جو بدتمیزی کی ہے اس کے بعد بھی آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو جب چیمبر میں بلایا گیا تھا تو آپ لوگ کیوں نہیں آئے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ جب [****]بنیں گے تو پھر ہم کہاں کہاں جائیں گے؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر کسی قیادت کے بارے میں کوئی بات ہوگی اور نہ سنی جائے گی۔ یہ فیصلہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ جب میں الفاظ کارروائی سے حذف کر چکا ہوں تو اس کے اوپر بحث بھی نہیں ہو سکتی۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! انہوں نے جو الفاظ اب کہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سارے الفاظ حذف کر دیئے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا یہ درست ہے کہ بحوالہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 25۔جنوری 2012۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ حمیرا صاحبہ! ایک منٹ رکئے گا۔ میں نے وقفہ اس لئے کیا تھا کہ آپ لوگ آ جائیں اور بات کر لیں۔آپ لوگوں نے تو آکر بات ہی نہیں کرنا چاہی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ [****] بنیں گے تو ہم کیا بات کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! آپ اس طرح کی بات بالکل نہ کریں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! سپیکر کے عہدہ پر [****] بننے کا جو الزام لگایا جا رہا ہے میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے آپ نے ہمیشہ unbiased سپیکر کا کردار ادا کیا ہے،

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آپ نے ہمیشہ اس بات کو prove کیا ہے اور democratic طریقے سے اس House کو چلانے کی کوشش کی ہے۔ میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور پھر درخواست کرتا ہوں کہ یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں already وہ الفاظ حذف کر چکا ہوں۔ جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ماحول، گفتگو اور موضوع کوئی بھی ہو وزیر قانون چونکہ قائد ایوان کی یہاں ایک طرح سے نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں تو انہیں کم از کم ایک level سے نیچے نہیں آنا چاہئے۔ اس House کی عزت کے لئے نہیں آنا چاہئے۔ اب جو بات وزیر قانون نے کہی کہ 13 لاکھ روپے شوکت بسراء صاحب نے اپنے بیٹے کے علاج کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب سے حاصل کئے ہیں۔ یہ تو استحقاق ہے، میں تنخواہ لے رہا ہوں اور مجھے آپ پٹرول کے پیسے دیتے ہیں۔ اب یہ exploitation وزیر قانون کے منہ سے سجتی نہیں۔ شوکت بسراء صاحب کا ایک بیٹا ہے، جو کئی سالوں سے dialysis پر ہے اور ان کے ایک فقرے پر وزیر قانون اتنا تلخ ہو جائیں تو ان کے لئے بھی یہ مناسب ہے اور نہ ہی یہ سجتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کو اس کے اوپر بہت اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ یہ ان کے بیٹے کا نہیں میرے بیٹے کا اور آپ کے بیٹے کے علاج کا مسئلہ ہے۔ ہم سیاسی گفتگو روز کرتے ہیں لیکن ذاتی گفتگو بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ وزیر قانون اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کریں گے اور اگر وہ کرتے ہیں تو ہم اس کو appreciate کریں گے۔ میں ایک بات ان کے مخاطب ہونے سے پہلے کرنا چاہتا ہوں، میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح سے شوکت بسراء صاحب کے بیٹے کے علاج کا تذکرہ رانا صاحب نے کیا ہے اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے گزشتہ چار سالوں کے دوران جس بھی سیاستدان کے لئے چاہے وہ اس حکومت کا ممبر ہو یا کسی سیاسی جماعت کا عہدیدار ہو اس کو جتنی رقم بھی علاج کی غرض سے دی گئی ہے ایوان کو اُس کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر میں یہاں سے وہاں آ کر آپ کو کہتا ہوں کہ مجھے ضرورت ہے، میرے اکلوتے بیٹے کی زندگی بچانے کے لئے آپ کے پاس اختیار ہے۔ آپ اس اختیار کو استعمال کریں اور میری مدد کریں اس پر مجھے کوئی کہے کہ میں بے شرم ہوں تو یہ آپ کا ظرف ہے کہ آپ کو کوئی ایک خیرات دینے والا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس بات کو بڑے احسن طریقے سے اس ایوان کے احترام

میں ہم یوں ختم کر سکتے ہیں کہ وزیر قانون کہیں کہ غلطی سے جذبات میں ان سے ایک بات ہو گئی ہے جو اس ایوان کے تقدس کا تقاضا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں لاء منسٹر صاحب کی بات سے پہلے صرف ایک بات کرنا چاہوں گا۔ بات یہ ہے کہ یہ House اس وقت تک اچھے طریقے سے چلے گا جب تک اس Chair کا احترام ہو گا۔ میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے کچھ کہہ دیا اور آپ نے کچھ کہہ دیا تو اب یہ Chair کا کام ہے کہ وہ House کی کارروائی کو کس طرح کنٹرول کرتی ہے۔ آپ جب پہلا حملہ ہی Chair پر کر دیں گے کہ اب ہم نے اس کی بات نہیں سننی اور اپنا فیصلہ کرنا ہے۔ آپ نے شاید سنا نہیں میں نے وہ تمام الفاظ جو لاء منسٹر صاحب نے کہے یا اُدھر سے کہے گئے وہ سارے کے سارے حذف کرا دیئے ہیں۔ آپ نے تو Chair کو House چلانے ہی نہیں دیا مطلب یہ ہے کہ Chair اس House کو ڈنڈے کے زور پر نہیں عزت کے زور پر چلاتی ہے۔ آپ جب تک اس Chair کو عزت نہیں دیں گے تب تک یہ House نہیں چلے گا۔ میرے خیال میں اس Chair کی impartiality پورے House کے سامنے ہے اور آپ دیکھتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے آج اس چیز کو بھی دیکھنا ہے۔ اب میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ بات کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے بھائی سوہنا صاحب نے جو بات کی ہے میں اس میں دو چیزوں کی وضاحت کے بعد یہ عرض کرنا چاہوں گا، سوہنا صاحب نے یہ بات کی کہ اگر پندرہ ہزار ڈالر شوکت بسراء صاحب کے بیٹے کے علاج کے لئے دیئے گئے تو وہ ہمارا استحقاق تھا۔ میں معذرت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ استحقاق نہیں تھا، بیرون ملک یا اندرون ملک علاج کے لئے جو رقم دی جاتی ہے اس میں پرائمری اور first condition یہ ہوتی ہے کہ وہ آدمی afford نہیں کر سکتا۔ اگر میں سال میں اس اسمبلی سے اپنے ٹی اے / ڈی اے اور تنخواہ کی مد میں اٹھائیس لاکھ روپے لوں اور اس کے بعد تیرہ لاکھ روپے کے لئے کہوں کہ میرے بیٹے کے علاج کے لئے مجھے اور پیسے چاہئیں تو میرا استحقاق نہیں بنتا۔ جہاں تک Rules کی بات ہے تو شوکت بسراء صاحب نے باقاعدہ جو application دی، اس پر جو summary گئی اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ وہ میں سوہنا صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ اس میں باقاعدہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اور چیف سیکرٹری صاحب نے لکھا کہ یہ استحقاق نہیں بنتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حق ہے جو afford نہیں کر سکتے اور یہ کسی طور پر بھی کسی ایم پی اے کا حق نہیں ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے Privileges Act کو quote کیا

ہے لیکن اس کے باوجود وہ summary جس شخص کے پاس گئی، آپ اسے نالائق کہہ لیں، غفلت کی بات کر لیں، انہوں نے غیر قانونی کی بات کی تو پھر بات یہ ہے کہ گالی کا جواب ہمیشہ اسی طرح کا آتا ہے۔ آپ ایک گالی دیں، دوسری دیں، تیسری دیں لیکن جب آپ پانچویں بار دیں گے تو پھر شاید ایک مرتبہ دوسری طرف سے جواب آ جائے گا۔ بسراء صاحب نے دس منٹ بات کی تو میں نے خاموشی سے سنی اور اس کے بعد میں نے چار یا پانچ منٹ میں اس کا جواب دیا۔ اب اس کے بعد اس بات پر اس طرح کی تکرار کہ جس قسم کے انہوں نے الفاظ استعمال کئے آپ نے حذف کرا دیئے میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن اس کے بعد انہوں نے جس آدمی کو قاتل اعلیٰ کہا جب یہ summary گئی تو اس نے اس پر لکھا کہ نہیں یہ شوکت بسراء کے بیٹے کا نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے میرے بیٹے کا معاملہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اس کے علاج کے لئے ان Rules کی پابندی کو قبول نہیں کرتا اور میں ابھی ان کو بیرون ملک بھجوانے اور جو رقم مانگی ہے اس کا بھی انتظام کرنے کا آرڈر کرتا ہوں۔ اس بندے کو قاتل اعلیٰ کہنا میں سمجھتا ہوں کہ کسی طرح بھی مناسب الفاظ نہیں ہیں، otherwise بھی نہیں ہیں۔ یہاں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی یہ بات طے ہوئی ہے کہ قیادت کی حد تک ایسی بات نہیں کرنی۔ انہوں نے میرے متعلق ان کے منہ میں جو آیا ہے وہ کہا ہے لیکن میں خاموشی سے بیٹھا رہا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی سوہنا صاحب نے کہا کہ جتنے لوگوں کے علاج کے لئے پیسے دیئے گئے ہیں اس کی وضاحت دی جائے۔ یہ پیسے انہی کو دیئے ہیں جنہوں نے حلفیہ بیان دیئے ہیں کہ ہم afford نہیں کر سکتے اور ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ سوہنا صاحب اُن آدمیوں بلکہ ان کے خاندان کے کسی آدمی سے مل کر دیکھیں کہ وہ اس احسان کو کس طرح سے لیتے ہیں، وہ اس طرح قاتل اعلیٰ نہیں کہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آج انتہا کی جس پر یقیناً مجھے بھی غصہ آیا۔ اگر سوہنا صاحب اپنی تجویز پر عمل کرانا چاہتے ہیں تو بسراء صاحب اپنے ان الفاظ کو واپس لیں تو میں بھی اپنے الفاظ کو دس مرتبہ واپس لینے کے لئے تیار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلے تو اس پر میرا ایک point of privilege بھی بنتا ہے۔ میں پہلے آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا being a Member میڈیکل کی سہولت آپ کے پاس نہیں ہے؟ آپ کے علم میں ہے کہ میں دل کا مریض ہوں اور ہر مہینے دوائیاں لے رہا ہوں۔ یہ دوائیاں مجھے کس Rule کے تحت مل رہی ہیں؟ میں 1995 میں اس House کا ممبر تھا تو اس وقت Angina کی problem تھی جس کے علاج کے لئے میں امریکہ گیا اور مجھے اس وقت بھی گورنمنٹ نے پیسے دیئے

جنہیں میں نے utilize کیا تھا۔ آج بھی آپ کے علم میں ہے کہ میڈیکل کی سہولت ممبر کا استحقاق ہے، صرف ممبر کا استحقاق نہیں بلکہ اس کے فیملی ممبر کا بھی استحقاق ہے۔ اگر اس کے ماں باپ بھی زندہ ہوں تو اُن کو بھی میڈیکل کی سہولت میسر ہے۔ سیکرٹری فنانس یا کوئی اور اگر ایک چیز کو غلط interpret کر رہے ہیں تو کیا ہم پر وہ چیز لاگو ہو جاتی ہے؟ میں اسے challenge کرتا ہوں۔ دوسری بات میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ نے House چلانا ہے اور یہ بات ٹھیک ہے کہ گھر کا اُس وقت تک تقدس برقرار رہتا ہے جب گھر کے مکین اس میں رہیں۔ اگر گھر کے مکین اس میں نہ رہیں تو اس میں بھی کیڑے مکوڑے قبضہ کر لیتے ہیں۔ جیسے ایک fertile زمین کو آپ ایک یا دو سال کے لئے کاشت نہ کریں تو اس میں بھی جنگلی بوٹیاں قبضہ کر لیتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی کمی محسوس کرتے ہیں مگر اس کے باوجود جب انہوں نے اپنی power لاء منسٹر صاحب کو delegate کی ہے تو اب یہ یہاں پر قائد ایوان ہیں۔

جناب سپیکر! ایک دفعہ چنگیز خان کے بیٹے کے پاس ایک آدمی گیا کہ میرا باز بھوکا ہے اور مجھے پیسے چاہئیں کیونکہ میں نے کبوتر لینا ہے۔ اُس نے اپنے وزیر کو کہا کہ اس کو اشرفی کی ایک تھیلی دے دیں جس پر اس آدمی نے کہا کہ یہ تو ایک دھیلے سے بھی آ جائے گا۔ اس پر چنگیز خان کے بیٹے نے کہا کہ جب لوگ بادشاہ کے پاس آتے ہیں تو جیسے ایک مچھیرا سمندر پر جاتا ہے تو وہ اپنا جال پھینکتا ہے اور اپنی نظر میں سمندر کو بند کرتا ہے تو سمندر اس کی کم ظرفی کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو کچھ نہ کچھ مچھلیاں دے دیتا ہے جس سے اُس کا روزگار بن جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں پر agitate کرنا ہے مگر لاء منسٹر صاحب نے اس House کو چلانا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داری دیکھیں کیونکہ ذمہ داری change ہوتی رہتی ہے۔ جب لاء منسٹر صاحب اِدھر اپوزیشن بنچوں پر ہوتے تھے تو اُس وقت agitate کیا کرتے تھے لیکن دوسری طرف راجہ بشارت صاحب House کو چلاتے تھے۔ بات حوصلہ کرنے کی ہے۔ اگر ہم سے کوئی بات ہو بھی جاتی ہے تو اُن کو اپنی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ اُن کے پاس power کون سی ہے؟ یہاں پر ان کو قائد ایوان بنایا گیا ہے اس لئے وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اعلیٰ ظرفی دکھائیں۔ میں بھی سوہنا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہی عرض کروں گا کہ جیسے سوہنا صاحب نے کہا ہے لاء منسٹر صاحب اس طرح کہہ دیں، اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ بات یہ ہے کہ تلوار کا زخم آپس میں مل جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں ملتا کیونکہ زبان کا زخم اُس وقت ملتا ہے جب زبان سے محبت کے الفاظ کہے جائیں۔ میں آپ کی

وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہی request کروں گا کہ آپ نے House چلانا ہے لہذا House چلانے کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اس محبت کا ثبوت دیں جیسے:

> Humanity is the product of love and love is the product of respect. When you love a person, you respect that person.

اس لئے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا جانا چاہئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے قائل کی بات کہی ہو گی جوان کو نہیں کہنی چاہئے تھی لیکن اس کے باوجود وہ اپنی ذمہ داری کو نبھائیں۔ اگر ہم سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو نظر انداز کریں اور ہمارے زخموں پر مرہم رکھیں نہ کہ نمک چھڑکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں صرف اتنی بات کروں گا کہ روّیوں پر پہلے بھی بات ہوئی تھی۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ decision ہوا تھا کہ کوئی ممبر ذات کے حوالے سے کسی بھی لیڈر شپ کے خلاف کسی بھی قسم کی بات نہیں کرے گا۔ باقی پالیسیوں پر بات کرنا اور انہیں criticize کرنا House کے ممبران کا حق ہے لیکن ذات پر جانا میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے۔ سوہنا صاحب! لاء منسٹر صاحب نے اس حوالے سے جو بات کی ہے اس پر مزید آپ کوئی بات کہنا چاہیں گے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ یہاں پر giving side پر ہیں and we are on the taking side اس وقت لاء منسٹر صاحب اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ Love ever gives, never takes, love ever suffers, never complains and love is not revengeful. اب لاء منسٹر صاحب نے محبت کا مظاہرہ کرنا ہے نہ کہ شدت کا مظاہرہ کریں اس لئے میں آپ سے بار بار یہی استدعا کر رہا ہوں کہ یہ ذمہ داری لاء منسٹر صاحب پر ہے مگر ہمارے اوپر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اس وقت دو issues ہیں۔ ایک وزیر قانون کو وہ بات ناگوار گزری جوان کی سیاسی قیادت سے متعلق الفاظ اِدھر سے استعمال کئے گئے اور جو الفاظ ہماری قیادت کے متعلق اُدھر سے استعمال ہوئے یا ہوتے رہتے ہیں اس کے باوجود ہم نے آپس میں فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہم سیاسی قیادت کے خلاف کوئی گفتگو نہیں کریں گے مگر پھر بھی تنقید ہوتی ہے اور غیر مہذب الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ابھی جو آپ بات کر رہے تھے کہ ہمیں ذاتیات پر نہیں آنا چاہئے اور ایک دوسرے کی

ذات کا ہمیں احترام کرنا چاہئے۔ میں آپ کی اسی بات کو دہراتا ہوں کہ ہمیں ذاتیات پر نہیں آنا چاہئے اور جو ذاتیات پر آیا ہے اُس کو اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! میرے خیال میں کچھ معاملات پر کچھ باتیں ایسی ہیں کہ دلوں میں کدورتیں اور رنجشیں بھی ہیں۔ میں House میں یہی کہوں گا کہ آپ کی طرف سے بسراء صاحب اور آپ کے دو تین دوست، اِدھر سے لاء منسٹر صاحب اور دو تین دوست ابھی proceeding کے بعد چیمبر میں بیٹھ جاتے ہیں تاکہ ہم اس کو اچھے طریقے سے حل کر سکیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہم وزیر قانون سے معذرت کرا کر کچھ نہیں چاہتے لیکن میں آپ سے اور وزیر قانون سے ایک بات عرض کر دیتا ہوں کہ غلطی ہو جانا انسان کی فطرت ہے کیونکہ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے لیکن اپنی غلطی کو تسلیم کرنا شاید انسانیت سے بڑھ کر چیز ہے۔ آج اگر کوئی شخص انسانیت سے بڑھ کر آگے جانا چاہتا ہے تو رانا صاحب حوصلہ کریں ورنہ ہم بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے بات پوری ہو جائے پھر بائیکاٹ کا فیصلہ کریں۔ ویسے میں چاہتا یہ تھا کہ ہم آئندہ کے لئے بھی اس پر کوئی فیصلہ کرتے۔ پہلے بھی آپ کو یاد ہو گا کہ یہ بات بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اس لئے گئی تھی کہ اُس وقت معاملات کافی حد تک پہنچ گئے تھے جس پر بیٹھ کر آپس میں بات ہوئی تھی۔ میرے خیال میں ڈائیلاگ ہمیشہ ایک اچھا حل ہوتا ہے جس پر بات کو ہم آگے لے کر جاتے ہیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ دس منٹ کے لئے House کی کارروائی suspend کر دیں۔ میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ جب انہوں نے بات قائل تک پہنچائی تو یقیناً دوسری طرف سے بھی جذبات میں جواب ویسے ہی آنا تھا لیکن میں نے جو بات کی ہے وہ تو fact ہے۔ میں نے 15 ہزار ڈالر کی بات کی ہے تو یہ بالکل fact ہے مگر کوئی الزام نہیں لگایا۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پھر [***] والی بات بھی سچ ہے۔

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر سچ ہے تو پھر سچ کو چلنے دو اور ہمارا سچ بھی سچ ہے۔ میں نے الزام نہیں لگایا۔ اگر میں الزام لگاتا اور بلا جواز بات کرتا، جھوٹی بات کرتا اور اگر ثابت ہو جاتا تو میں سو مرتبہ یہ کہتا کہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے لیکن میں نے جو الزام لگایا ہے وہ حقیقت ہے اور جہاں تک Rules کی بات ہے تو اگر کل کو House انہیں change کر دے تو میں کہہ نہیں سکتا لیکن آج Rules کی جو پوزیشن ہے اس کے مطابق بیرون ملک علاج کی کوئی entitlement نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید زعیم حسین قادری: شکریہ۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ جس لفظ پر نہ صرف میں نے بلکہ لاء منسٹر صاحب اور میرا خیال ہے کہ ادھر بیٹھے ہوئے کافی دوست اس سے متفق نہیں ہوں گے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ آج سے صرف پانچ دن پہلے ٹی وی پر پہلی بار اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب نے یہ لفظ استعمال کرنا شروع کیا اور پانچ دن ہو گئے ہیں اس بات کو کہ بار بار میڈیا کے سامنے، اندر ایوان میں، ہر جگہ یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ آج ہم نے جواب دیا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے بلکہ باہر میڈیا میں، ٹاک شو میں جو کسی کا جی چاہتا ہے، جتنا کسی کا زور چلتا ہے وہ چلائے لیکن اس معزز ایوان میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا ہے کہ قیادت کے متعلق اس قسم کی گفتگو نہیں ہو گی۔ اگر میں نے وہ کی ہے تو یہ آج ثابت کر دیں جس پر میں معذرت کے لئے تیار ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں وہ احساس نہیں دلا سکے جو پنجاب کے پڑھے لکھے وزیر قانون کو احساس دلانا چاہتے تھے لیکن میں آپ سے طے کرتا ہوں کہ پنجاب کی اسمبلی ہے اور پنجاب کی روایت کی بات کرتے ہیں تو آج کی اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ نکلوا لیں کہ جس نے سیاسی قیادت کے خلاف پہلے غیر مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں، وہ یہاں پر معذرت کرے۔ ہم اس چیز کا آپ کو اختیار دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ آج کی کارروائی کو دیکھ لیں اور جو فیصلہ کریں گے ہمیں وہ منظور ہو گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ House کو suspend کریں اور اس فارمولے پر عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ proceeding of the House اتنی جلدی تیار نہیں ہوتی۔ یہ تیار کر رہے ہیں تو انہیں کر لینے دیں اور ہم اتنی دیر میں بزنس مکمل کر لیتے ہیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہمارے لئے یہ مشکل ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں اتنی بری بات نہیں ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہمارے لئے یہ مشکل ہو گا کیونکہ ہمارے لئے یہاں پر "بے شرم بن کر بیٹھنا مشکل ہو گا"۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ tactics کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں میں tactics کی بات بالکل نہیں کرتا اور ہمیشہ میں اپنے ممبروں کے ساتھ ہوتا ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہمارے لئے بے شرم بن کر یہاں بیٹھنا مشکل ہو گا۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو پہلی مرتبہ اللہ کے فضل و کرم سے ممبر بنا ہوں اور سب لوگ میرے سے سینئر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ذاتیات سے تھوڑا سا بالاتر ہو کر بات کرنی چاہئے کیونکہ ایک طرف بات ہو رہی ہے کہ دوائی کی وجہ سے اموات ہوئی ہیں اور اب اس معزز ایوان کے تقریباً دو گھنٹے اس تصفیے پر لگ گئے ہیں کہ کس نے کیا الفاظ کہے ہیں۔ غیر پارلیمانی الفاظ انہیں بھی نہیں کہنے چاہئیں تھے اور اب اس بات کو ختم کر دینا

چاہیئے کیونکہ یہ قوم کا اور اس صوبے کا قیمتی وقت ہے تو اس قیمتی وقت کو ہم اپنے بزنس پر لگائیں اور اس مسئلے کے حل کے لئے کوئی بات کریں بجائے اس کے کہ فلاں فلاں سے معافی مانگے تو یہ مطالبہ نہیں ماننا۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ آج کی کارروائی کا ریکارڈ نکلوالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل وہ میں نکلوالیتا ہوں لیکن اس procedure کو کم از کم دو اڑھائی گھنٹے لگ جائیں گے اور پھر اس پر بات ہو گی تو سوہنا صاحب! میرا خیال ہے کہ بہتر یہی ہے کہ یہ House بھی ادھر ہی رہنا ہے اور آپ ممبران کی عزت کو Chair نے یقینی بنانا ہے۔ میں نے ابھی سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ وہ proceedings ہمیں مل جائیں گی تو آج ہم دیکھ کر کل اسمبلی کا آغاز ہی اس بات سے کریں گے۔ ہم سیشن شروع کرنے سے پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بھی بُلا لیں گے جہاں ساری بات کر کے House میں ہم آئیں گے۔

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ request ہے کہ یہ معاملہ کل صبح جب ایڈوائزری کمیٹی میں اٹھایا جائے تو اس کے بعد پھر سے یہ معاملہ اس ایوان اور اسمبلی کے اندر نہ لایا جائے کیونکہ جو معاملات بھی طے کرنے ہیں اور اخلاقیات کے دائرے کے اندر جو بھی بات آپ نے کل طے کرنی ہے وہ وہیں پر ہو جائے اور اس طرح کا واقعہ اسمبلی اور اس معزز ایوان کے اندر دوبارہ رونما نہ ہو تاکہ اس طرح کے معاملہ پر ہم مزید بحث کر کے اس صوبے کے عوام کے وقت اور ضروریات کو ضائع نہ کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اپوزیشن بنچوں کے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ وزیر قانون نے پھر سٹینڈ لیا کہ انہوں نے حقائق کی بات کی۔ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر رہے کہ 15 ہزار ڈالر بسراء صاحب کے بیٹے کے علاج کے لئے وزیراعلیٰ صاحب نے دیئے ہیں۔ ہم تو معترض اس بات پر ہیں

کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے مدد پر ہم اگر بے شرم بن گئے ہیں تو بے شرم بن کر یہاں پر بیٹھنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران اسمبلی احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! جب ایک فیصلہ ہوا ہے تو let the proceedings come۔ چونکہ جب ہم نے کہہ دیا ہے اور جیسے سیکرٹریٹ نے بتایا ہے کہ proceedings دو سے اڑھائی گھنٹے میں تیار ہوتی ہیں تو میرا خیال ہے کہ علی حیدر نور خان نیازی صاحب، سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب اور مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب جا کر اپوزیشن سے بات کر کے انہیں منا کر لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن دوستوں کے ذمہ آپ نے اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لانا لگایا ہے تو میں اپوزیشن کے دوستوں کو یہ وضاحت عرض کرنا چاہوں گا کہ قطعی طور پر میں نے اپوزیشن کے ممبران کے لئے بے شرم ہونے کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ میں نے وہ لفظ ایسے بندے کے لئے استعمال کیا ہے کہ جو مدد لے اور پھر مدد لینے والے کو "قاتل" کہے یعنی جو زندگی بچانے کی بھیک مانگے اور جو زندگی بچانے کی بھیک دے تو اسے بعد میں وہ قاتل کہے۔ اس تناظر میں یہ بات میں نے کی ہے باقی اپوزیشن کے ممبران میرے لئے قابل احترام ہیں اور میں نے اپوزیشن کے لئے اس لفظ کو استعمال نہیں کیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران علی حیدر نور خان نیازی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحبان اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر گئے)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اتنی دیر میں حمیرا اویس شاہد صاحبہ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1120 ہے۔

حافظ آباد: پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

1120: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحوالہ روزنامہ اوصاف مورخہ 2012-01-25 حافظ آباد پولیس مین بازار حافظ آباد سے رانا سرفراز جیولر جو کہ اپنی دکان میں کام کر رہا تھا، کو زبردستی گاڑی میں ڈال کر لے گئی اور اس پر اتنا تشدد کیا کہ وہ دم توڑ گیا؟

(ب) کیا حکومت پنجاب نے رانا سرفراز کو قتل کرنے کے الزام میں متعلقہ پولیس اہلکاروں پر قتل کا مقدمہ درج کرنے کی ہدایت کر دی ہے؟

(ج) ایوان کو واقعہ کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1120 ہے۔ جو واقعہ اس میں بیان کیا گیا ہے اس پر مقدمہ نمبر 60 مورخہ 12-01-24 جرم 302/147/149 ت پ تھانہ سٹی حافظ آباد درج رجسٹرڈ ہوا۔ تفتیش مقدمہ خضر آزاد ایس آئی تھانہ سٹی حافظ آباد کے سپرد ہوئی۔ لاش کا پوسٹ مارٹم ہسپتال حافظ آباد میں بذریعہ میڈیکل بورڈ کرایا گیا ہے۔ ابھی تک میڈیکل بورڈ سے حتمی رزلٹ موصول نہیں ہوا۔ گوجرانوالہ پولیس ملازمین ملزم سرفراز احمد کو مین بازار میں جامع مسجد کے سامنے سے گرفتار کر کے لا رہے تھے تو وہاں پر یہ بیہوش ہو گیا۔ اسے فوری طور پر پولیس کی حفاظت میں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ وہاں پر prima-facie یہ کہا جا رہا ہے کہ due to heart attack اس کی death ہوئی ہے۔ جو سرسری ملاحظہ ہوا ہے اس میں صرف دو معمولی چوٹیں ہیں اور اس کے جسم پر کوئی ایسی چوٹ نہیں ہے جس سے اس کی ہلاکت ہو سکے۔ پوسٹ مارٹم کی حتمی رپورٹ آنے پر اس معاملے پر قانون کے مطابق جو کارروائی بنتی ہو گی وہ انشاء اللہ کی جائے گی۔ اس سلسلے میں، میں نے محرک کی بھی sitting ڈی پی او حافظ آباد سے کروائی ہے جو اس وقت یہاں آفیسرز گیلری میں موجود ہیں اور انہوں نے یقین دلایا ہے کہ اس معاملے میں میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 1122 کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ کا ہے۔

ضلع اٹک، ٹی ایچ کیو ہسپتال کے ڈاکٹر کا اغواء و دیگر تفصیلات

1122: کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 12۔جنوری 2012 کو رات دو بجے دس افراد جو کہ یونیفارم میں ملبوس تھے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال حضرو اٹک کے رہائشی علاقے میں گھس گئے۔ انہوں نے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر احسن بدوال جو کہ سوات کا رہائشی اور پنجاب حکومت کا معاہداتی ملازم ہے کے گھر کی دیوار پھلانگی اور ان کو گن پوائنٹ پر اغواء کر لیا؟

(ب) یہ ساری کارروائی 20 منٹ تک جاری رہی جو کہ بہت منظم طریقے سے کی گئی، ڈاکٹر کے بارے میں ابھی تک کچھ پتا ہے اور نہ ہی کسی تاوان کا مطالبہ کیا گیا ہے، خاندان کرب میں مبتلا ہے؟

(ج) اس واقعہ کے بارے میں متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1122 ہے۔ اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) اس مقدمہ میں تاحال کوئی تاوان وغیرہ طلب نہ کیا گیا۔ جبکہ مغوی کے زیر استعمال موبائل فون کا کارڈ ڈیٹا حاصل کرنے کے بعد مختلف انٹیلی جنس ایجنسیوں کو تحریر کیا گیا ہے۔ یہ بھی امر قابل غور ہے کہ مغوی ڈاکٹر نے دینی اور میڈیکل کی تعلیم افغانستان سے حاصل کی تھی۔ جبکہ اغواء کنندگان اپنے ہمراہ اس کی میڈیکل اور دینی تعلیمی اسناد کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہ لے کر گئے ہیں۔ مغوی کی برآمدگی کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور کوشش کی جا رہی ہے کہ ملزمان کے متعلق معلوم ہو سکے۔ اس سلسلے میں ان سے متعلق جو بھی circumstances ہیں ان کو دیکھا جا رہا ہے اور mover کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مقامی پولیس تمام تر وسائل بروئے کار لائے گی تاکہ یہ کیس workout ہو جائے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کل سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ میں کافی missing persons کا کیس hearing کے لئے آتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ ڈاکٹر پنجاب حکومت کا ملازم تھا کیا ہم اس کی بازیابی کے لئے ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ میں رجوع نہیں کر سکتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کے لواحقین اگر اس سلسلے میں ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ سے رجوع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ وہاں پر باقاعدہ missing persons کا کمیشن بنا ہے، وہ رجوع کر سکتے ہیں گورنمنٹ کو اس میں تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر already ایک کمیشن بن گیا ہے وہ اس کمیشن سے رجوع کر لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: ٹھیک ہے، بہت شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق مہر سلطان سکندر بھروانہ کی ہے اس کا تحریک استحقاق کا نمبر 3/12 ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے، کیا اس کا جواب آ چکا ہے؟

ایس ایچ او تھانہ صدر (گوجرہ) کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اس کو آپ مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس کے بعد دو ہیں ان کی درخواست آئی ہوئی ہے کہ انہیں pending کر دیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 1976/11 ہے اور یہ move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے آپ اس کو next week کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین کی ہے اس کا نمبر 2051/11 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ان کے نوٹس دیر سے موصول ہوئے ہیں اس لئے اس کا بھی جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، یہ بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2052/11 شیخ علاؤالدین کی ہے، یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ راحت اجمل کی ہے۔کیا وہ موجود ہیں۔۔؟ وہ موجود نہیں ہیں چونکہ یہ بھی pending ہی چل رہی ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 8/2012 ہے۔یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 10/2012 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/2012 محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ قمر عامر چودھری کی ہے۔۔۔کیا یہ موجود ہیں؟ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار جناب پرویز رفیق کی ہے۔ان کی درخواست آئی ہے کہ اس کو بدھ تک کے لئے pending کر دیا جائے لہذا یہ بدھ تک کے لئے pending کر دی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35/2012 محترمہ سیمل کامران، محترمہ قمر عامر چودھری کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے، یہ بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64/2012 مہر اشتیاق احمد کی ہے، یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 78/2012 محترمہ نگہت

ناصر شیخ کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 81/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ہسپتال ہذا نے صفائی کے لئے سروس فرم سے ٹھیکہ کیا ہوا تھا جس کی مد میں ہر ماہ تقریباً 16 لاکھ 89 ہزار 506 روپے ادا کرنے پڑتے تھے۔ Contract کے مطابق ہسپتال ہذا میں 249 اور ریل سروس فرم نے 151 ملازمین صفائی پر معمور کرنے تھے۔ ہسپتال ہذا کے Academic Council اور بورڈ آف مینجمنٹ فرم کی کارکردگی سے مطمئن نہ تھے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہسپتال کی انتظامیہ صفائی کا کام خود ہی کرائے۔ اس فرم کا contract مورخہ 11-12-13 کو ختم ہو گیا۔ سروس فرم کے contract میں ایک ہفتہ کی توسیع کر کے تقریباً 120 ملازمین کو پندرہ دن کے لئے daily wages پر رکھا گیا۔ اس کے بعد ہسپتال ہذا میں قواعد و ضوابط کے مطابق اخبار اشتہار دینے کے بعد daily wages بھرتی کئے جائیں گے۔ اس سے ہسپتال ہذا کو نقصان ہونے کی بجائے تقریباً دس لاکھ روپے ماہانہ کی بچت ہو گی اور صفائی کا معیار پہلے سے بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! ٹھیک ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 82/2012 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 138/2012 محترمہ نجمی سلیم صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ لہذا dispose of کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

لاء منسٹر صاحب جو کمیٹی حزب اختلاف کے ممبران کو منانے گئی تھی انہوں نے کہا ہے کہ دس منٹ کے لئے House adjourn کر کے آپس میں بیٹھ کر بات کر لی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہماری طرف سے جو کمیٹی حزب اختلاف کے ممبران کے پاس گئی تھی، حزب اختلاف کے ممبران اسی assurance پر House میں اندر آئے ہیں کہ دس منٹ کے لئے House adjourn کیا جائے اور آپس میں بیٹھ کر بات کو طے کر کے پھر House میں آیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے Chair نے اس بارے میں جو فیصلہ کیا تھا وہ مناسب تھا۔ اس کے مطابق کل اجلاس شروع ہونے سے پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ معاملہ discuss ہونا چاہئے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ یہ چاہیں کہ میں اپنی بات سے پیچھے اس طرح ہٹوں کہ یہ کوئی اپنی بات کو واپس نہ لے اور میں واپس لے لوں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر یہ قاتل کے لفظ واپس لیں تو میں اپنے الفاظ دس مرتبہ واپس لوں گا۔ باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو وہ میں نے آپ سے commit کیا ہے اور میں نے Chair کو اس بات کی understanding یعنی اختیار دیا ہے کہ آپ کارروائی کو دیکھ لیں اگر کارروائی دیکھنے کے بعد آپ کا یہ فیصلہ ہو کہ حکومتی ممبران کی جانب سے خواہ وہ میری ذات کے علاوہ بھی اگر کسی اور ممبر کی طرف سے کوئی غلط لفظ قیادت کے بارے میں پہلے استعمال ہوا ہے جس طرح سے میرے بھائی سوہنا صاحب نے کہا ہے تو میں اس بات پر قائم ہوں کہ اگر حکومتی ممبران کی طرف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قیادت کے لئے نامناسب لفظ پہلے ادھر سے استعمال ہوا ہے تو میں معذرت کروں گا اگر ادھر سے ثابت ہوا تو پھر سوہنا صاحب کو بھی معذرت کرنی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ سردار دوست محمد کھوسہ صاحب بتادیں کہ وہاں پر کیا بات ہوئی ہے؟

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت ہم نے اپنے بھائیوں سے جاکر درخواست کی اور ان کے دل میں جو grievance تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے، آپ نے جو ہمیں اختیار دیا تھا اس کے مطابق ہم نے ان سے commit کیا ہے کہ آپس میں جب تک ہم سارے یہاں پر ایک دوسرے کی عزت اور ایک دوسرے کی قیادت کی عزت نہیں کریں گے تو باہر ہماری عزت کسی نے نہیں کرنی اس لئے پہلے ہم نے اپنے گھر کے اندر اپنی عزت کرانی ہے اور پھر ہمیں باہر وہ عزت ملے گی۔ اس assurance پر میرے مہربان آپ کے حکم کے تحت یہاں پر تشریف لے کر آئے ہیں اور

میری پھر بھی درخواست یہ ہوگی کہ جو بھی معاملات طے کرنے ہیں آپ اس کمیٹی کے تحت آپس میں بیٹھ کر طے کریں چاہے پانچ منٹ یا دس منٹ لگیں یا جتنا ٹائم بھی لگے ان معاملات کو طے کیجئے اس کے بعد اسمبلی کی کارروائی کو آگے بڑھائیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اب معاملہ تو یہ ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ اڑھائی گھنٹے یا جتنی بھی proceeding ہے اس کو دیکھ کر آپ نے فیصلہ کرنا ہے اور یہ فیصلہ آپ پانچ منٹ میں کر سکتے ہیں یا کل کر سکتے ہیں یا ایک گھنٹے میں بھی کر سکتے ہیں یہ تو آپ کی صوابدید ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے چونکہ تمام ممبران کی بات آپس میں بنی ہوئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہمیں proceeding دیکھنی نہ پڑے اور آپس میں بات اچھے طریقے سے حل ہو جائے لہذا دس منٹ کے لئے آپ لوگ چیمبر میں آ جائیں اور وہاں پر کمیٹی آپس میں بیٹھ کر بات کر لے گی۔ جی، دس منٹ کے لئے House adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 10 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر رات 7 بج کر 38 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے جب اجلاس adjourn کیا تو اُس وقت تحاریک التوائے کار کا وقت تو ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آج ایک Adjournment Motion پر دو گھنٹے کی بحث ہے تو اگر لغاری صاحب موجود ہیں تو میں اُس پر بات کرنے کو تیار ہوں اور اگر وہ موجود نہیں ہیں تو پھر آپ آج House کو adjourn کر دیں اور اُن کی request پر اگر آپ اس Adjournment Motion پر بحث کے لئے دوبارہ وقت مقرر کرنا چاہیں گے تو اس پر بات ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آج آپ اس Adjournment Motion پر بات کرنا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں تو یہ بہت اہم issue ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر لغاری صاحب آج اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بالکل بات کریں، میرے پاس اس کاanswerتیار ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ آپ کے چیمبر میں ابھی کیا طے ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ صبح آئیں گے اور بیٹھ کر سارے معاملہ کوdiscussکریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!تو پھر اس تحریک پر بحث کو کل کے لئے رکھ لیں Because they also wanted to contribute in this discussion.

جناب ڈپٹی سپیکر: کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو پھر اس تحریک پر بحث کو ہم پرسوں پر رکھ لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی میںdecideکر لیں گے کہ پی آئی سی کی ادویات کی وجہ سے ہونے والی اموات پر بحث کے لئے کب وقت رکھیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کے باوجود اسAdjournment Motionپر بحث ہو سکتی ہے کیونکہ Rulesتو اس سے نہیں روکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس دن ان اموات کے حوالے سے بات ہوئی تھی تو اس پر بحث کے لئےWednesdayکا طے ہوا تھا اور اُس دن پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت نے ہمیں ایک brief بھیcirculateکیا تھا اور اُس کے بعد اُس پر تھوڑی سی بات ہوئی تھی کیونکہlegislationکے بعد اتنا لمبا دن ہو گیا تھا اور سپیکر صاحب پانچ گھنٹے سےChairپر بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارا ابھی خیال تھا کہ اُنہیں اتنی دیر تک نہ بٹھایا جائے۔ اس پر بنیادی باتیں بھی ہو گئی تھیں، لوگوں نے کچھ تجاویز بھی دی تھیں اور کچھquestionsبھی اُٹھائے گئے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!پی آئی سی کی ادویات کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں پرbriefدیا جا چکا ہے اور اس پر بحث کے لئےChairنے غالباً بدھ کا وقت مقرر کر دیا ہے۔ لغاری صاحب کی تحریک پر بحث کے لئے اگر کل کا دن مقرر کر دیا جائےRulesاس کی ممانعت نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو اُس کے بعد ہم آپ کی تحریک پر بحث کرا لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پی آئی سی والا نہایت ایک اہم issue ہے۔ اس issue کے حوالے سے ہم مانیں یا نہ مانیں .The government is answerable to this House اور House کو apprise کرنا چاہئے کہ یہ کچھ ہو گیا ہے، آج کی situation یہ ہے اور ہم اس پر یہ اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ اس معاملہ پر Thursday کو تھوڑی سی بات ہو گئی تھی تو اگر ہم اُس کے بعد کی situation دیکھیں تو سینئر افسران کو معطل کیا گیا ہے، سیکرٹری ہیلتھ کو او ایس ڈی بنا دیا گیا ہے تو گورنمنٹ نے کچھ اقدامات کئے ہیں بجائے اس کے کہ ہمیں ان چیزوں کا میڈیا سے پتا لگے، حکومت اس House کو اعتماد میں لے اور بتائے کہ ہماری یہ یہ findings ہیں، ہمیں پتا لگا کہ اس آدمی کا قصور تھا، اس کے ساتھ یہ ہوا، یہ ہوا، میرا مطلب ہے کہ اس حوالے سے جو اقدامات کئے گئے ہیں اُن کے حوالے سے اس House کو daily apprise کر دیا جائے کہ پچھلے چار دنوں میں یہ کچھ ہوا ہے۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اس پر بہت محنت کر رہے ہیں، وہ صبح شام اُن میٹنگز میں ہوتے ہیں اور میڈیا پر آ کر بھی جواب دے رہے ہوتے ہیں تو میڈیا سے زیادہ اس ہاؤس میں آ کر اُن کا جواب دینا اہم ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کے ذمہ لگائیں کہ وہ ہمیں اس House کے اندر daily update کر دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بزنس جب conclude ہو جائے گا تو پھر ہم اس تحریک پر بحث کو لے لیں گے اور بدھ والے دن پی آئی سی کے issue پر بحث ہو گی۔ مجھے ابھی اطلاع دی گئی ہے کہ ساجد الیاس بھٹی، پریذیڈنٹ پنڈی بار ایسوسی ایشن اور ملک عمران، جنرل سیکرٹری پنڈی بار ایسوسی ایشن، جو ابھی منتخب ہوئے ہیں وہ اپنی انتظامیہ کے ساتھ یہاں پر سپیکر لابی میں موجود ہیں ہم اُنہیں اِدھر welcome کرتے ہیں اور یہ اچھی بات ہے کہ ہماری بار ایسوسی ایشنز اور مختلف آرگنائزیشنز یہاں پر آتی ہیں اور اسمبلی کی proceedings کو دیکھتی ہیں۔ ان ساری باتوں کے بعد اب چونکہ آج کا اجلاس کے ایجنڈا بھی مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 31۔جنوری 2012 صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔